ف۱ یعنی اُسی کو خبر ہے کہ قیامت کب آئیگی۔ بڑے سے بڑا نبی اور فرشتہ بھی اُس کے وقت کی تعیین نہیں کرسکتا جس سے دریافت کروگے۔ یہی کہیگا "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ"۔
ف۲ یعنی علم الٰہی ہر چیز کو محیط ہے۔ کوئی کھجور اپنے گابھے سے اور کوئی دانہ اپنے خوشہ سے اور کوئی میوہ یا پھل اپنے غلاف سے باہر نہیں آتا جس کی خبر خدا کو نہ ہو۔ نیز کسی عورت یا کسی مادہ (جانور) کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جَن رہی ہے سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ اِسی طرح سمجھ لو کہ موجودہ دنیا کے نتیجہ کے طور پر جو آخرت کا ظہور اور قیامت کا وقوع ہونیوالا ہے اُس کا وقت بھی خدا ہی کو معلوم ہے کہ کب آئیگا۔ کوئی انسان یا فرشتہ اس کی خبر نہیں رکھتا۔ اور نہ اُس کو خبر رکھنے کی ضرورت۔ ضرورت اِس کی ہے کہ آدمی قیامت کی خبر پر اللہ کے فرمانے کے موافق یقین رکھے اور اُس دن کی فکر کرے جب کوئی شریک کام نہ آئیگا اور کہیں مخلص نہ ملیگا۔
ف۳ یعنی جن کو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے اب بلاؤ نا، وہ کہاں ہیں؟
ف۴ یعنی ہم تو آپ سے صاف عرض کرچکے کہ ہم میں کوئی اقبالی مجرم نہیں جو اس جرم (شرک) کا اعتراف کرنے کو تیار ہو (گویا اُس وقت نہایت دیدہ دلیری سے جھوٹ بول کر واقعہ کا انکار کرنے لگیں گے)۔ اور بعض نے شہید کو بمعنی شاہد لے کر یہ مطلب لیا ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی اُن شرکاء کو یہاں نہیں دیکھتا۔
ف۵ یعنی دنیا میں جنہیں خدا کا شریک بنا کر پکارتے تھے آج اُن کا کہیں پتہ نہیں۔ وہ اپنے پرستاروں کی مدد کو نہیں آتے۔ اور پرستاروں کے دلوں سے بھی وہ پکارنے کے خیالات اب غائب ہوگئے انہوں نے بھی سمجھ لیا کہ خدائی سزا سے بچنے کی اب کوئی سبیل نہیں۔ اور گلوخلاصی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ آخر آس توڑ کر بیٹھ رہے۔ اور جن کی حمایت میں پیغمبروں سے لڑتے تھے آج اُن سے قطعاً بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرنے لگے۔
ف۶ یعنی انسان کی طبیعت عجیب طرح کی ہے۔ جب دنیا کی ذرا سی بھلائی پہنچے اور کچھ عیش و آرام و تندرستی نصیب ہو، تو مارے حرص کے چاہتا ہے کہ اور زیادہ مزے اُڑائے۔ کسی حد پر پہنچ کر اُس کی حرص کا پیٹ نہیں بھرتا، اگر بس چلے تو ساری دنیا کی دولت لے کر اپنے گھر میں ڈال لے لیکن جہاں ذرا کوئی افتاد پڑنا شروع ہوئی اور اسباب ظاہری کا سلسلہ اپنے خلاف دیکھا تو پھر مایوس اور ناامید ہوتے بھی دیر نہیں لگتی۔ اُس وقت اس کا دل فوراً آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ کیونکہ اُس کی نظر صرف پیش آمدہ اسباب پر محدود ہوتی ہے۔ اُس قادرِ مطلق مسبّب الاسباب پر اعتماد نہیں رکھتا جو چاہے تو ایک آن میں سلسلۂ اسباب کو اُلٹ پلٹ کر کے رکھدے اس مایوسی کے بعد اگر فرض کیجئے اللہ نے تکلیف و مصیبت دُور کر کے اپنی مہربانی سے پھر عیش و راحت کا سامان کردیا تو کہنے لگتا ہے "ہٰذَا لِیْ" یعنی مَیں نے فلاں تدبیر کی تھی ۔میری تدبیر اور لیاقت و فضیلت سے یوں ہی ہونا چاہئے تھا اب نہ خدا کی مہربانی یاد رہی نہ اپنی وہ مایوسی کی کیفیت جو چند منٹ پہلے قلب پر طاری تھی۔ اب عیش و آرام کے نشہ میں ایسا مخمور ہو جاتا ہے کہ آئندہ بھی کسی مصیبت اور تکلیف کے پیش آنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ سمجھتا ہے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہونگا۔ اور اگر کبھی اِن تاثرات کے دَوران میں قیامت کا نام سُن لیتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو خیال نہیں کرتا کہ یہ چیز کبھی ہونے والی ہے۔ اور فرض کرو ایسی نوبت آہی گئی اور مجھ کو لَوٹ کر اپنے رب کی طرف جانا ہی پڑا تب بھی مجھے یقین ہے کہ وہاں میرا انجام بہتر ہوگا۔ اگر مَیں خدا کے نزدیک بُرا اور نالائق ہوتا تو دنیا میں مجھ کو یہ عیش و بہار کے مزے کیونکر ملتے۔ لہٰذا وہاں بھی توقع ہے کہ یہی معاملہ میرے ساتھ ہوگا۔

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ
اُسی کی طرف حوالہ ہے قیامت کی خبر کا ف۱ اور نہیں نکلتے کوئی میوے
اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَيَوْمَ
اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے کہ جس کی اُس کو خبر نہیں ف۲ اور
يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ
جسدن اُنکو پکاریگا کہاں ہیں میرے شریک ف۳ بولینگے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی اس کا اقرار نہیں کرتا ف۴ اور
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٤٨﴾
چُوک گیا اُن سے جو پکارتے تھے پہلے اور سمجھ گئے کہ اُن کو کہیں نہیں خلاصی ف۵
لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ
نہیں تھکتا آدمی مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو بُرائی تو آس توڑ بیٹھے
قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
نااُمید ہوکر اور اگر ہم چکھائیں اُس کو کچھ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اُس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے
هٰذَا لِيْ ۙ وَمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ
یہ ہے میرے لائق اور مَیں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنیوالی ہے اور اگر مَیں پھر بھی گیا اپنے رب کی طرف بیشک میرے لئے
عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ
ہے اُسکے پاس خوبی ف۶ سو ہم جتلا دینگے منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائینگے اُن کو
مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ
ایک گاڑھا عذاب ف۷ اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے
بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
اپنی کروٹ اور جب لگے اُس کو بُرائی تو دعائیں کرے چوڑی ف۸ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر
كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ
یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اُس کو نہ مانا پھر اُس سے گمراہ زیادہ کون جو دُور چلا جائے

ف۷ یعنی خوش ہولو کہ اس کفر و غرور کے باوجود وہاں بھی مزے لُوٹوگے۔ وہاں پہنچ کر پتہ لگ جائے گا کہ منکروں کو کیسی سخت سزا بھگتنا پڑتی ہے۔ اور کس طرح عمر بھر کی کرتوت سامنے آتی ہے۔
ف۸ یعنی اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہونے کے وقت تو مُنعم کی حق شناسی اور شکر گذاری سے اعراض کرتا اور بالکل بے پروا ہوکر اُدھر سے کروٹ بدل لیتا ہے۔ پھر جب کوئی تکلیف اور مصیبت پیش آتی ہے تو اُسی خدا کے سامنے ہاتھ پھیلا کر لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔ شرم نہیں آتی کہ اب اُسے کس منہ سے پکارے۔ اور تماشا یہ ہے کہ بعض اوقات اسباب پر نظر کر کے دل اندر سے مایوس ہوتا ہے اُس حالت میں بھی بدحواس اور پریشان ہوکر دعا کے ہاتھ بے اختیار خدا کی طرف اُٹھ جاتے ہیں۔ قلب میں ناامیدی بھی ہے اور زبان پر یا اللہ بھی، حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان (وقصور) کا نہ سختی میں صبر ہے نہ نرمی میں شکر"۔

بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ

مخالف ہو کر ف۱ اب ہم دکھلائینگے ان کو اپنے نمونے دنیا میں اور خود اُن کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے

لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَا

اُن پر کہ یہ ٹھیک ہے ف۲ کیا تیرا رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کیلئے ف۳ سُنتا ہے

إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ﴿٥٤﴾

وہ دھوکے میں ہیں اپنے رب کی ملاقات سے سُنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو ف۴

ع ۲۰

سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن ۵۳ آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ﴿١﴾ عسق ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ

اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف

اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ

اللہ زبردست حکمتوں والا اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے

الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِن فَوْقِهِنَّ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ

سب سے اُوپر بڑا ف۵ قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اُوپر سے ف۶ اور فرشتے

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ

پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے ف۷ سُنتا ہے

اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥﴾ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

وہی (اللہ) معاف کرنے والا مہربان ف۸ اور جنہوں نے پکڑے ہیں اُس کے سوائے رفیق اللہ کو وہ

حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ ﴿٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا

سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں اُن کا ذمہ ف۹ اور اسی طرح اتارا ہم نے

ف۱ اُوپر انسان کی طبیعت کا عجیب و غریب نقشہ کھینچ کر اُس کی کمزوریوں اور بیماریوں پر نہایت مؤثر انداز میں توجہ دلائی تھی۔ اب تنبیہ کرتے ہیں کہ یہ کتاب جو تمہاری کمزوریوں پر آگاہ کرنیوالی اور انجام کی طرف توجہ دلانیوالی ہے، اگر خدا کے پاس سے آئی ہو (جیسا کہ واقع میں ہے) پھر تم نے اُس کو نہ مانا، اور ایسی اعلیٰ اور بیش قیمت نصائح سے منکر رہ کر اپنی عاقبت کی فکر نہ کی، بلکہ حق کی مخالفت میں دُور ہوتے چلے گئے تو کیا اس سے بڑھ کر گمراہی اور نقصان و خسارہ کچھ اور ہو سکتا ہے۔

ف۲ یعنی قرآن کی حقانیت کے دوسرے دلائل براہین تو بجائے خود رہے۔ اب ہم ان منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائینگے جن سے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت بالکل روزِ روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں؟ وہ ہی اسلام کی عظیم الشان اور محیر العقول فتوحات جو سلسلۂ اسباب ظاہری کے بالکل برخلاف قرآنی پیشینگوئیوں کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ معرکۂ "بدر" میں کفارِ مکہ نے خود اپنی جانوں کے اندر اور "فتح مکہ" میں مرکزِ عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے عہد میں تمام جہان کے اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ "آیات" سے عام نشانہائے قدرت مراد ہوں جو غور کرنیوالوں کو اپنے وجود میں اور اپنے وجود سے باہر تمام دنیا کی چیزوں میں نظر آتے ہیں جن سے حق تعالیٰ کی وحدانیت و عظمت کا ثبوت ملتا ہے اور قرآن کے بیانات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جبکہ وہ اُن سنن الٰہیہ اور نوامیسِ فطریہ کے موافق ثابت ہوتے ہیں جو اس عالمِ تکوین میں کارفرما ہیں۔ اس قسم کے تمام حقائق کونیہ اور آیاتِ آفاقیہ و انفسیہ کا انکشاف چونکہ لوگوں کو دفعۃً نہیں ہوتا، بلکہ وقتاً فوقتاً بتدریج اُن کے چہرہ سے پردہ اُٹھتا رہتا ہے۔ اس لئے "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا" سے تعبیر فرمایا۔

ف۳ یعنی قرآن کی حقانیت کو فرض کرو کوئی نہ مانے، تو اکیلے خدا کی گواہی کیا تھوڑی ہے جو ہر چیز پر گواہ ہے اور ہر چیز میں غور کرنے سے اُس کی گواہی کا ثبوت ملتا ہے۔

ف۴ یعنی یہ اس دھوکے میں ہیں کہ کبھی خدا سے ملنا اور اس کے سامنے جانا نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے کسی وقت بھی اُس کے قبضہ اور احاطہ سے نکل کر نہیں جا سکتے اگر مرنے کے بعد ان کے بدن کے ذرات مٹی میں مل جائیں یا پانی میں بہ جائیں یا ہوا میں منتشر ہو جائیں تب بھی ایک ایک ذرہ پر اللہ کا علم اور قدرت محیط ہے۔ اُن کو جمع کر کے از سرِ نو زندہ کر دینا کچھ مشکل نہیں۔ تمت سورۃ حٰمٓ السجدۃ فلہ الحمد والمنۃ۔

ف۵ یعنی جس طرح یہ سورۃ (جو نہایت اعلیٰ و اکمل مضامین پر مشتمل ہے) آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عادت آپ کی طرف اور دوسرے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے کی رہی ہے۔ جس سے اُس کی شانِ حکمت و حکومت کا اظہار ہوتا ہے۔

ف۶ یعنی آسمان پھٹ پڑیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے زور سے، یا بیشمار فرشتوں کے بوجھ سے، یا اُن کے ذکر کی کثرت سے خاص تاثیر ہو اور پھٹ پڑے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سربسجود نہ ہو۔ اور بعض نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ جب مشرکین خدا تعالیٰ کے لئے شریک اور بیٹے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں تو خداوند قدوس کی جناب میں یہ ایسی سخت گستاخی ہے جس سے کچھ بعید نہیں کہ آسمان کی اُوپر والی سطح تک پھٹ کر ٹکڑے ہو جائے۔ کما قال تعالیٰ فی سورۃ مریم "تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا" مگر اللہ کی شانِ مغفرت و رحمت اور ملائکہ کی تسبیح و استغفار کی برکت سے یہ نظام تھما ہوا ہے۔

ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ مومنین کی خطاء و لغزش کو معاف فرمائے اور کفار کو دنیا میں ایک دم پکڑ کر بالکلیہ تباہ و برباد نہ کر دے۔

ف۸ یعنی اپنی مہربانی سے فرشتوں کی دعا قبول کر کے مومنین کی خطاؤں کو معاف کرتا اور کافروں کو ایک عرصہ کے لئے مہلت دیتا ہے ورنہ دنیا کا سارا کارخانہ چشم زدن میں درہم برہم ہو جائے۔

ف۹ یعنی دنیا میں مشرکین کو مہلت تو دیتا ہے لیکن یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمیشہ کے لئے بچ گئے۔ اُن کے سب اعمال و احوال اللہ کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت پر کھول دیئے جائینگے۔ آپ اس فکر میں نہ پڑیں کہ یہ مانتے کیوں نہیں۔ اور نہ ماننے کی صورت میں فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیئے جاتے۔ آپ ان باتوں کے ذمہ دار نہیں صرف پیغامِ حق پہنچا دینے کے ذمہ دار ہیں۔ آگے ہمارا کام ہے وقت آنے پر ہم ان کا سب حساب چکا دینگے۔

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ
تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنادے بڑے گاؤں کو اور اُس کے آس پاس والوں کو ف۱ اور خبر
يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷
سُنادے جمع ہونیکے دن کی اُس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف۲
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ
اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا ایک ہی فرقہ ولیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے
فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا
اپنی رحمت میں اور گنہگار جو ہیں اُن کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار ف۳ کیا انہوں نے پکڑے
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى
ہیں اس سے ورے کام بنانیوالے سو اللہ جو ہے وہی ہر کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہے مُردوں کو اور وہ
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ
ہر چیز کر سکتا ہے ف۴ اور جس بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اُس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے ف۵
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ
وہ اللہ ہے رب میرا اُسی پر ہے مجھ کو بھروسہ اور اُسی کی طرف میری رجوع ہے ف۶ بنا نکالنے والا آسمانوں کا
وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ
اور زمین کا بنا دیے تمہارے واسطے تمہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے
اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱
جوڑے ف۷ بکھیرتا ہے تم کو اسی طرح ف۸ نہیں ہے اُسکی طرح کا سا کوئی ف۹ اور وہی ہے سُننے والا دیکھنے والا ف۱۰
لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
اُسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور
يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۲ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ
ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے ف۱۱ راہ ڈال دی تمہارے لئے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا

ع ۲

ف۱ "اُمّ القُریٰ" (بڑا گاؤں) فرمایا مکہ معظمہ کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے۔ اور وہی گھر روئے زمین پر سب سے پہلی عبادتگاہ قرار پائی۔ بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلانا شروع کیا جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ اور مکہ کے آس پاس سے اوّل ملک عرب اُس کے بعد ساری دنیا مُراد ہے۔

ف۲ یعنی آگاہ کر دیں کہ ایک دن آنے والا ہے جب تمام اگلے پچھلے خدا کی پیشی میں حساب کے لئے جمع ہونگے۔ یہ ایک یقینی اور طے شدہ بات ہے۔ جس میں کوئی دھوکا، فریب اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں چاہیئے کہ اُس دن کے لئے آدمی تیار ہو جائے۔ اُس وقت کل آدمی دو فرقوں میں تقسیم ہونگے ایک فرقہ جنتی اور ایک دوزخی۔ سوچ لو کہ تم کو کس فرقہ میں شامل ہونا چاہیئے اور اُس میں شامل ہونے کے لئے کیا سامان کرنا چاہیئے۔

ف۳ یعنی بیشک اُس کو قدرت تھی اگر چاہتا تو سب کو ایک طرح کا بنا دیتا اور ایک ہی راستہ پر ڈال دیتا۔ لیکن اُس کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ اپنی رحمت و غضب دونوں قسم کی صفات کا اظہار فرمائے۔ اس لئے بندوں کے احوال میں اختلاف و تفاوت رکھا کسی کو اُس کی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنی رحمت کا مورد بنایا اور کسی کو اُس کے ظلم و عصیان کی بناء پر رحمت سے دُور پھینک دیا جو لوگ رحمت سے دُور ہو کر غضب کے مستحق ہوئے اور حکمتِ الٰہیہ اُن پر سزا جاری کرنے کو مقتضی ہوئی ان کا ٹھکانا کہیں نہیں۔ نہ کوئی رفیق اور مددگار ان کو مل سکتا ہے جو اللہ کی سزا سے بچا دے۔

ف۴ یعنی رفیق و مددگار بنانا ہے تو اللہ کو بناؤ جو سارے کام بنا سکتا ہے حتّٰی کہ مُردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یہ بیچارے عاجز و مجبور رفیق تمہارا کیا ہاتھ بٹائیں گے۔

ف۵ یعنی سب جھگڑوں کے فیصلے اُسی کے سپرد ہونے چاہئیں۔ عقائد ہوں یا احکام۔ عبادات ہوں یا معاملات جس چیز میں بھی اختلاف پڑ جائے اُس کا بہترین فیصلہ اللہ کے حوالہ ہے وہ دلائلِ کونیہ کے ذریعہ سے یا اپنی کتاب میں یا اپنے رسُولوں کی زبان پر صراحتہً یا اشارۃً جس مسئلہ کا جو فیصلہ فرمادے بندہ کو حق نہیں کہ اُس میں چون و چرا کرے۔ توحید جو اصل اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ جب قولاً و فعلاً برابر اُس کا حکم دیتا رہا ہے پھر کیونکر جائز ہو گا کہ بندہ ایسے قطعی اور محکم فیصلہ میں جھگڑے ڈالے اور بیہودہ شبہات نکال کر اس کے فیصلہ سے سرتابی کرے۔

ف۶ یعنی مَیں اسی پر ہمیشہ سے بھروسہ رکھتا ہوں اور ہر معاملہ میں اُسی کی طرف رجوع ہوتا رہتا ہوں۔

ف۷ یعنی چوپایوں میں سے اُن کے جوڑے نر اور مادہ بنا دیئے کہ وہ بھی تمہارے کام آتے ہیں۔

ف۸ یعنی آدمیوں کے الگ اور جانوروں کے الگ جوڑے بنا کر اُن کی کتنی نسلیں پھیلا دیں جو تمام روئے زمین پر اپنی روزی اور معیشت کی فکر میں جدوجہد کرتی ہیں۔

ف۹ یعنی نہ ذات میں اُس کا کوئی مماثل ہے نہ صفات میں، نہ اُسکے احکام اور فیصلوں کی طرح کسی کا حکم اور فیصلہ ہے نہ اُس کے دین کی طرح کوئی دین ہے، نہ اُس کا کوئی جوڑا ہے نہ ہمسر نہ ہمجنس۔

ف۱۰ یعنی بیشک ہر چیز کو دیکھتا سُنتا ہے، مگر اُس کا دیکھنا سُننا بھی مخلوق کی طرح نہیں۔ کمالات اس کی ذات میں سب ہیں، پر کوئی کمال ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جاسکے کیونکہ اس کی نظیر کہیں موجود نہیں۔ وہ مخلوق کی مشابہت و مماثلت سے بالکلیہ پاک اور مقدس و منزہ ہے پھر اُس کی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ میں آئے۔

ف۱۱ تمام خزانوں کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کو قبضہ اور اختیار حاصل ہے کہ جس خزانہ میں سے جس کو جتنا چاہے مرحمت فرمائے۔ تمام جانداروں کو وہ ہی روزی دیتا ہے لیکن کم و بیش کی تعیین اپنی حکمت کے موافق کرتا ہے۔ اُسی کو معلوم ہے کہ کون چیز کتنی عطا کی مستحق ہے اور اس کے حق میں کس قدر دینا مصلحت ہو گا۔ جو حال روزی کا ہے وہ ہی دوسری عطایا میں سمجھو۔

وا آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسُول حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ فی الحقیقت تشریعِ احکام کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا۔ اور آخری نبی حضورؐ ہیں جن پر سلسلۂ رسالت و نبوت منتہی ہوا۔ درمیان میں جو انبیاء و رُسُل آئے اُن میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام، یہ تین زیادہ مشہور ہوئے جن کے نام لیوا ہر زمانہ میں بکثرت موجود رہا کیے۔ ان پانچوں کو اولوالعزم پیغمبر کہتے ہیں۔ بہر حال اس جگہ حق تعالیٰ نے صاف طور پر بتلا دیا کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے۔ کیونکہ عقائد، اخلاق اور اصُولِ دیانات میں تمام متفق رہے ہیں۔ البتہ بعض فروع میں حسبِ مصلحتِ زمانہ کچھ تفاوت ہوا اور دین کے قائم کرنے کے طور و طریق ہر وقت میں اللہ نے جُدا ٹھہرا دیے ہیں جس کو دوسری جگہ فرما دیا۔ "لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا"۔ و۲ یعنی سب انبیاء اور اُن کی اُمتوں کو حکم ہوا کہ دینِ الٰہی کو اپنے قول و عمل سے قائم رکھیں اور اصلِ دین میں کسی طرح کی تفریق و اختلاف کو روا نہ رکھیں۔ و۳ یعنی آپ جس دین توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، مشرکین پر وہ بہت بھاری ہے گویا آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز پیش کر رہے ہیں جو کسی نے پہلے پیش نہیں کی تھی، بھلا توحید جیسی صاف، معقول اور متفق علیہ چیز بھی جب بھاری معلوم ہونے لگی اور اس میں بھی لوگ اختلاف ڈالے بدون نہ رہے، تو جہالت اور بدبختی کی حد ہو گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ ہدایت وغیرہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جسے وہ چاہے بندوں میں سے چُن کر اپنی طرف کھینچ لے اور اپنی رحمت و موہبت سے مقامِ قرب و اصطفاء پر فائز فرما دے۔ اور جو لوگ اپنی حُسنِ استعداد سے اس کی طرف رجوع ہوتے اور محنتیں کرتے ہیں اُن کی محنت کو ٹھکانے لگانا اور دستگیری کر کے کامیاب فرمانا بھی اسی کا کام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: "وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ"۔ (القصص۔ رکوع ۷) وقال "اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ"۔ (حج۔ رکوع ۱۰) وقال: "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"۔ (عنکبوت۔ رکوع ۷) بہر حال حکمتِ الٰہی جس کی ہدایت کو مقتضی ہو وہ ہی ہدایت پا سکتا اور فائز المرام ہو سکتا ہے۔

نُوحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى

نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو

وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

اور عیسیٰ کو ول یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں و۲ بھاری ہے شرک کرنے والوں کو

مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ

وہ چیز جس کی طرف تو انکو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو

يُّنِيْبُ ۝۱۳ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ

رجوع لائے و۳ اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ

اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکل چکی ہے تیرے رب سے ایک مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا ان میں اور

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۴

جن کو ملی ہے کتاب اُن کے پیچھے وہ البتہ اس کے دھوکے میں ہیں جو چین نہیں آنے دیتا و۴

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ

سو تو اُسی طرف بُلا اور قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل اُن کی خواہشوں پر اور کہ

اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ

میں یقین لایا ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں تمہارے بیچ میں اللہ

رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ

رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں

اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۵ۭ وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ

اللہ اکٹھا کریگا ہم سب کو اور اُسی کی طرف پھر جانا ہے و۵ اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں اللہ کی بات میں

مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ

جب لوگ اُس کو مان چکے اُن کا جھگڑا باطل ہے اُن کے رب کے یہاں اور اُن پر

و۴ یعنی توحید اور اصولِ دین میں جنہوں نے اختلاف ڈالا اور کتب سماویہ میں تحریف کی، وہ کچھ غلط فہمی یا اشتباہ کی وجہ سے نہ تھی۔ ایسی صاف و صریح اور مجمع علیہ تعلیمات میں اشتباہ و التباس کیا ہو سکتا تھا۔ محض نفسانیت، ضد، عداوت اور طلبِ مال و جاہ وغیرہ اسباب ہیں جو فی الحقیقت اس تفریق و اختلافِ مذموم کا باعث ہوئے ہیں۔ بعدہٗ جب اختلاف قائم ہو گئے اور مختلف مذاہب نے الگ الگ مورچے بنا لیے تو پیچھے آنے والی نسلیں عجیب خبط اور دھوکہ میں پڑ گئیں اور ایسے شکوک و شبہات پیدا کر لئے گئے جو کسی حال اُن کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بندوں کو ڈھیل دی۔ اگر وہ چاہتا تو سارے اختلافات کو ایک دم میں ختم کر دیتا۔ لیکن ایسا کرنا تکوین کی غرضِ اصلی کے منافی تھا۔ اس کی حکمتِ بالغہ اسی کو مقتضی تھی کہ ان اختلافات کا عملی اور دو ٹوک فیصلہ ایک وقتِ معین پر زندگی کے دوسرے دَور میں کیا جائے۔ اگر یہ بات پہلے سے نہ نکل چکی ہوتی تو سب جھگڑے قضیے فوراً ہاتھوں ہاتھ ختم کر دیئے جاتے۔

و۵ یعنی جب دینِ حق کے متعلق تفریق و اختلاف کے طوفان چاروں طرف سے اُٹھ رہے ہیں تو آپ کا فرض یہ ہے کہ غیر متزلزل عزم کے ساتھ اُسی دین و آئین کی طرف لوگوں کو بُلاتے رہیں جس کی دعوت آدمؑ و نوحؑ اور اُن کے بعد تمام انبیاء دیتے چلے آئے ہیں۔ آپ اپنے پروردگار کے حکم سے ذرا ادھر اُدھر نہ ہوں۔ قولاً و فعلاً اور علماً و حالاً برابر اسی راستہ پر گامزن رہیں جس پر اب تک رہے ہیں۔ مکذبین اور معاندین کی خواہشات کی ذرا پروا نہ کریں اور صاف اعلان کر دیں کہ میں اللہ کی نازل کی ہوئی ہر کتاب پر خواہ وہ تورات ہو یا انجیل یا قرآن یا کوئی صحیفہ جو کسی زمانہ میں کسی پیغمبر پر نازل ہوا ہو سچے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ میرا کام پہلی صداقتوں کو جھٹلانا نہیں بلکہ سب کو تسلیم کرنا اور باقی رکھنا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ جو اختلافات تم نے ڈالے ہیں اُن کا منصفانہ فیصلہ دوں اور تبلیغ احکام و شرائع یا فصلِ خصومات میں عدل و مساوات کا اصُول قائم رکھوں۔ ہر وہ سچائی جو کسی جگہ یا کسی مذہب میں ملے اُسے بے تکلف تسلیم کروں۔ جس طرح تم کو خدا کی بندگی اور فرمانبرداری کی طرف بلاؤں، تم سے پہلے میں خود احکامِ الٰہی کی پوری تعمیل کر کے اُس کا کامل فرمانبردار بندہ ہونا ثابت کروں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہی ہے۔ اس لئے ہم سب کو اسی کی خوشنودی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو ہمارا تم سے کچھ تعلق نہیں۔ ہم دعوت و تبلیغ کا فرض ادا کر کے سبکدوش ہو چکے ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اُس کے ساتھ ہے وہ ہی اس کے آگے آئیگا۔ چاہئے کہ اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار رہے۔ آگے ہم کو تم سے جھگڑنے اور بحث و تکرار کی ضرورت نہیں۔ سب کو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ وہاں جا کر ہر ایک کو پورا پتہ لگ جائیگا کہ وہ دنیا سے کیا کچھ کما کر لایا ہے۔ (تنبیہ) یہ آیات مکی ہیں۔ قتال کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔

غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
غصہ ہے اور اُن کو سخت عذاب ہے ف۱ اللہ وہی ہے جس نے اُتاری کتاب سچے دین پر
وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ
اور ترازو بھی ف۲ اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو ف۳ جلدی کرتے ہیں اُس گھڑی کی وہ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا
لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اُس پر اور جو یقین رکھتے ہیں اُن کو اُس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ
الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾
ٹھیک ہے سُنتا ہے جو لوگ جھگڑتے ہیں اُس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دُور جا پڑے ف۴
اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ
اللہ نرمی رکھتا ہے اپنے بندوں پر ف۵ روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے زور آور زبردست ف۶ جو کوئی
كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ
چاہتا ہو آخرت کی کھیتی زیادہ کریں ہم اُسکے واسطے اُس کی کھیتی ف۷ اور جو کوئی چاہتا ہو
حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ اَمْ
دنیا کی کھیتی اُس کو دیویں ہم کچھ اُس میں سے، اور اُس کے لیے نہیں آخرت میں کچھ حصہ ف۸ کیا
لَهُمْ شُرَكٰۗؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا
اُنکے لیے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے اُنہوں نے اُن کے واسطے دین کی کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے ف۹ اور اگر نہ
كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ
مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا اُن میں اور بیشک جو گنہگار ہیں اُن کو عذاب ہے
اَلِيْمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ
دردناک ف۱۰ تو دیکھیگا گنہگاروں کو کہ ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑکر رہیگا اُن پر ف۱۱
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا
اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے باغوں میں ہیں جنت کے اُنکے لئے ہے جو

ف۱ یعنی اللہ کے دین، اُس کی کتاب، اور اُس کی باتوں کی سچائی جب علانیہ ظاہر ہو چکی، حتیٰ کہ بہت سے سمجھدار لوگ اُس کو قبول کر چکے اور بہتیرے قبول نہ کرنے کے باوجود اُن کی سچائی کا اقرار کرنے لگے۔ اس قدر ظہور و وضوحِ حق کے بعد جو لوگ خواہ مخواہ جھگڑے ڈالتے یا ماننے والوں سے اُلجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سخت عذاب کے مستوجب ہیں اور اُن کے سب جھگڑے جھوٹے اور سب بحثیں پادر ہوا اور باطل ہیں۔

ف۲ اللہ نے مادّی ترازو بھی اتاری جس میں اجسام تُلتے ہیں اور علمی ترازو بھی جسے عقلِ سلیم کہتے ہیں اور اخلاقی ترازو بھی جسے صفتِ عدل و انصاف کہا جاتا ہے اور سب سے بڑی ترازو دینِ حق ہے جو خالق و مخلوق کے حقوق کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کرتا ہے اور جس میں بات پوری تلتی ہے نہ کم نہ زیادہ۔

ف۳ یعنی اپنے اعمال و احوال کو کتاب اللہ کی کسوٹی پر کس کر اور دینِ حق کی ترازو میں تول کر دیکھ لو، کہاں تک کھرے اور پُورے اُترتے ہیں۔ کیا معلوم ہے کہ قیامت کی گھڑی بالکل قریب ہی آ لگی ہو، پھر کچھ نہ ہو سکیگا۔ جو فکر کرنا ہے اُس کے آنے سے پہلے کرو

ف۴ یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بے فکری سے کہتے ہیں کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئیگی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آجاتی؟ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے، وہ اس ہولناک گھڑی کے تصوّر سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونیوالی ہے کسی کے ٹلائے ٹل نہیں سکتی۔ اسی لئے اس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ اسی سے سمجھ لو کہ ان جھگڑنے والے منکرین کا حشر کیا ہونا ہے۔ جب ایک شخص کو قیامت کے آنے کا یقین ہی نہیں وہ تیاری کیا خاک کریگا۔ ہاں جتنا اس حقیقت کا مذاق اُڑائیگا گمراہی میں اور زیادہ دُور ہوتا چلا جائیگا۔

ف۵ یعنی باوجود تکذیب و انکار کے روزی کسی کی بند نہیں کرتا۔ بلکہ بندوں کے باریک سے باریک احوال کی رعایت کرتا اور نہایت نرمی اور تدبیرِ لطیف سے ان کی تربیت فرماتا ہے۔

ف۶ جس کو چاہے، جتنی چاہے دے۔

ف۷ ایک نیکی کا دس گنا ثواب دیں، بلکہ سات سَو گُنا اور اس سے بھی زیادہ۔ اور دنیا میں ایمان و عمل صالح کی برکت سے جو فراخی و برکت ملے وہ الگ رہی۔

ف۸ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے، پھر اُس محنت کا فائدہ آخرت میں کچھ نہیں۔ کما قال تعالیٰ "عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ" (بنی اسرائیل۔ رکوع ۲)

ف۹ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زبانی آخرت کا اور دینِ حق کا راستہ بتلا دیا۔ کیا اُس کے سوا کوئی اور ہستی ایسی ہے جسے کوئی دوسرا راستہ مقرر کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہو کہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام ٹھہرا دے۔ پھر آخر ان مشرکین نے اللہ کی وہ راہ چھوڑ کر جو انبیاء علیہم السلام نے بتلائی تھی دوسری راہیں کہاں سے نکال لیں۔

ف۱۰ یعنی فیصلہ کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔

ف۱۱ یعنی اپنی کرتوت کے نتائج سے خواہ آج نہ ڈریں مگر اس دن ڈرتے ہونگے اور یہ ڈر اُن پر ضرور پڑکر رہیگا۔ کوئی سبیل رہائی اور فرار کی نہ ہوگی۔

يَشَآءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ

وہ چاہیں اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی ف۱ یہ ہے جو

يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔـلُكُمْ

خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام ف۲ تو کہہ میں مانگتا نہیں

عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ

تم سے اس پر کچھ بدلہ مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف۳ اور جو کوئی کمائے گا نیکی، ہم اسکو بڑھا دیں گے

لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى

اُس کی خوبی بیشک اللہ معاف کرنیوالا حق ماننے والا ہے ف۴ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے باندھا

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ

اللہ پر جھوٹ سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ کو

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اُس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف۵ اور وہی ہے جو

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّـيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا

قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ

تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ

تم کرتے ہو اور دعا سنتا ہے ایمان والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے انکو

مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ

اپنے فضل سے ف۶ اور جو منکر ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر پھیلا دے

اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا

اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھا دیں ملک میں ولیکن اُتارتا ہے ماپ کر جتنی

يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

چاہتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے ف۷ اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ

ف۱ یعنی جنت میں ہر قسم کی جسمانی وروحانی راحتیں اور اپنے رب کا قرب، یہ ہی بڑا فضل ہے۔ دنیا کے عیش اس کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ ف۲ یعنی اللہ جو خوشخبری دے وہ لامحالہ واقع ہو کر رہیگی۔ ف۳ یعنی قرآن جیسی دولت تم کو دے رہا ہوں اور ابدی نجات وفلاح کا راستہ بتلاتا اور جنت کی خوشخبری سناتا ہوں۔ یہ سب محض لوجہ اللہ ہے۔ اس خیر خواہی اور احسان کا تم سے کچھ بدلہ نہیں مانگتا۔ صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم سے جو میرے نسبی وخاندانی تعلقات ہیں کم از کم اُن کو نظر انداز نہ کرو۔ آخر تمہارا معاملہ اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے، بسا اوقات اُن کی بے موقع بھی حمایت کرتے ہو۔ میرا کہنا یہ ہے کہ تم اگر میری بات نہیں مانتے، نہ مانو، میرا دین قبول نہیں کرتے یا میری تائید وحمایت میں کھڑے نہیں ہوتے، نہ سہی۔ لیکن کم از کم قرابت ورحم کا خیال کر کے ظلم وایذا رسانی سے باز رہو، اور مجھ کو اتنی آزادی دو کہ میں اپنے پروردگار کا پیغام دنیا کو پہنچاتا رہوں۔ کیا اتنی دوستی اور فطری محبت کا بھی میں مستحق نہیں ہوں۔ (تنبیہ) آیت کے یہ معنی حضرت ابن عباسؓ سے صحیحین میں منقول ہیں بعض سلف نے ”اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى“ کا مطلب یہ لیا ہے کہ تم آپسمیں ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اور حق قرابت کو پہچانو۔ اور بعض نے ”قربیٰ“ سے اللہ کا قرب اور نزدیکی مراد لی ہے یعنی ان کاموں کی محبت جو خدا سے قریب کرنے والے ہوں مگر صحیح اور راجح تفسیر وہ ہی ہے جو ہم نے اوّل نقل کی ہے بعض علماء نے ”مَوَدَّة فی القربیٰ“ سے اہل بیت نبوی کی محبت مراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا، بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اقارب کے ساتھ محبت کرو۔ کوئی شبہ نہیں کہ اہل بیت اور اقارب نبی کریم صلعم کی محبت وتعظیم اور حقوق شناسی اُمت پر لازم وواجب اور جزء ایمان ہے اور اُن سے درجہ بدرجہ محبت رکھنا حقیقت میں حضورؐ کی محبت پر متفرع ہے لیکن آیت ہٰذا کی تفسیر اس طرح کرنا شان نزول اور روایات صحیحہ کے خلاف ہونے کے علاوہ حضورؐ کی شان رفیع کے مناسب نہیں معلوم ہوتا واللہ اعلم۔

ف۴ یعنی انسان بھلائی اور نیکی کا راستہ اختیار کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی بھلائی کو بڑھاتا ہے، آخرت میں تو اجر وثواب کے اعتبار سے اور دنیا میں نیک خوئی عطا فرما کر اور ایسے آدمی کی لغزشوں کو بھی معاف فرماتا ہے۔ شاید یہاں اس مضمون کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کم از کم قرابت کی محبت مطلوب ہے جس کا حاصل ایذا اور ظلم سے روکنا تھا۔ لیکن جو اس سے زائد نیکی دکھلائے وہ خوب سمجھ لے کہ خدا کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی، بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔

ف۵ یعنی بفرض محال اگر کوئی بات بھی خدا کی نسبت جھوٹ بنا کر کہہ دے تو اللہ کو قدرت ہے کہ تیرے دل پر مُہر کر دے، پھر فرشتہ یہ کلام معجز لے کر تیرے قلب پر نہ اُتر سکے اور سلسلہ وحی کا بند ہو جائے بلکہ پہلا دیا ہوا بھی سلب کر لیا جائے کما قال ”وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا“ (بنی اسرائیل۔ رکوع ۱۰) مگر چونکہ واقع میں قطعاً کذب وافترا کا شائبہ نہیں۔ اس لئے محض بدبختوں کی قدر ناشناسی اور طعن وتشنیع کی بناء پر یہ فیض منقطع نہیں کیا جا سکتا، بیشک اللہ اس کو جاری رکھیگا اور اپنی باتوں سے عملی طور پر جھوٹ کو جھوٹ اور سچ کو سچ ثابت کر کے رہیگا۔ اُس وقت سب کو صاف کھل جائیگا کہ فریقین میں جھوٹا اور مفتری کون ہے اور کس کے دل پر اللہ نے فی الواقع مُہر لگا دی ہے کہ خیر کے اُترنے اور حق کے قبول کرنے کی اُس میں مطلقاً گنجائش نہیں رہی۔ رہا یہ سوال کہ اللہ کی وہ باتیں کیا ہیں جن سے جھوٹ ملیامیٹ ہو اور حق ثابت ہو جائے تو میرے نزدیک وہ ہی دلائل وبراہین ہیں جو قرآن اور پیغمبر کی صداقت پر اُس نے قائم کی ہیں۔ بالخصوص وہ آیات انفسیہ وآفاقیہ جن کا ذکر سورۃ ”حٰمٓ السجدہ“ کے آخر پر ”سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ“ کے حاشیہ میں کیا گیا ہے۔ ان آیات کے ظاہر ہونے پر سب کھرے اور کھوٹے دلوں کا حال علانیہ واضح ہو جائیگا۔ (تنبیہ) آیت ہٰذا کی تفسیر میں بہت اقوال ہیں۔ بندہ کے نزدیک بے تکلف یہ ہی مطلب ہے جو اوپر عرض کیا۔ اس تفسیر پر ”وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ“ جملہ مستانفہ ہوا۔ جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے اور اکثر محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ البتہ مضارع کے معنی مترجم رحمہ اللہ نے حال کے لئے ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔ مگر بندہ کے خیال میں یہاں استقبال لینا زیادہ چسپاں ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ قدس سرہ ”وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ“ کا عطف ”يَخْتِمْ عَلٰي قَلْبِكَ“ پر کر رہے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں جھوٹ بولنے دے۔ دل کو بند کر دے کہ مضمون ہی نہ آئے جس کو باندھ سکے اور چاہے تو کفر کو مٹا دے بے پیغام بھیجے۔ مگر وہ اپنی باتوں سے دین کو ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر اپنا کلام بھیجتا ہے۔“

ف۶ یعنی نبی خدا کا پیغام پہنچاتا ہے اتم جھوٹا سمجھو یا سچ، اُسکے بعد بندوں کا سارا معاملہ خدا سے ہے ہر ایک بندہ سے دنیا اور آخرت میں اُس کے حال واستعداد کے موافق معاملہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنیوالوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب کچھ جاننے کے کتنی برائیوں سے درگذر کرتا ہے جو ایماندار اور نیک بندے اُس کی بات سنتے ہیں وہ اُن کی دعائیں سنتا اور اُن کی طاعات کو شرف قبول بخشتا ہے اور جس قدر اجر وثواب کے وہ عام ضابطہ سے مستحق ہوں اپنے فضل سے اُس سے کہیں زائد مرحمت فرماتا ہے۔ رہ گئے منکر اور پکے کافر جن کو مرتے دم تک رجوع وتوبہ کی توفیق میسر نہیں ہوئی اُن کا انجام اگلے جملہ میں مذکور ہے۔ ف۷ خدا کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اگر

بقیہ فوائد صفحہ ۶۴۶ ۔ چاہے تو اپنے تمام بندوں کو غنی اور تونگر بنا دے لیکن اُس کی حکمت مقتضی نہیں کہ سب کو بے اندازہ روزی دے کر خوش عیش رکھا جائے۔ ایسا کیا جاتا تو عموماً لوگ طغیان و تمرد اختیار کر کے دنیا میں اودھم مچا دیتے۔ نہ خدا کے سامنے جھکتے نہ اسکی مخلوق کو خاطر میں لاتے، جو سامان دیا جاتا کوئی اُس پر قناعت نہ کرتا حرص اور زیادہ بڑھ جاتی جیسا کہ ہم بحالت موجودہ بھی عموماً مرفہ الحال لوگوں میں مشاہدہ کرتے ہیں جتنا آجائے اُس سے زیادہ کے طالب رہتے ہیں، کوشش اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ سب کے گھر خالی کر کے اپنا گھر بھر لیں ظاہر ہے کہ ان جذبات کے ماتحت عام غنا اور خوشحالی کی صورت میں کیسا عام اور زبردست تصادم ہوتا اور کسی کو کسی سے دبنے کی کوئی وجہ نہ رہتی۔ ہاں دنیا کے عام مذاق و رجحان کے خلاف فرض کیجئے کسی وقت غیر معمولی طور پر کسی مصلح اعظم اور مامور من اللہ کی نگرانی میں عام خوشحالی اور فارغ البالی کے باوجود باہمی آویزش اور طغیان و سرکشی کی نوبت نہ آئے اور زمانہ کے انقلاب عظیم سے دنیا کی طبائع ہی میں انقلاب پیدا کر دیا جائے وہ اس عادی اور اکثری قاعدہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ بہر حال دنیا کو بحالت موجودہ جس نظام پر چلانا ہے اس کا مقتضیٰ یہ ہی ہے کہ غنا عام نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک کو اُس کی استعداد اور احوال کی رعایت سے جتنا مناسب ہو جانچ تول کر دیا جائے۔ اور یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ کس کے حق میں کیا صورت اصلح ہے۔ کیونکہ سب کے اگلے اور پچھلے حالات اُسی کے سامنے ہیں۔

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَ یَنۡشُرُ رَحۡمَتَہٗ ؕ وَ ہُوَ الۡوَلِیُّ الۡحَمِیۡدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنۡ
بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانیوالا سب تعریفوں کے لائق ف۱ اور
اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ
ایک اُس کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور زمین کا ف۲ اور جس قدر بکھیرے ہیں اُن میں جانور ف۳ اور وہ
عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ ﴿٪۲۹﴾ وَ مَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا
جب چاہے اُن سب کو اکٹھا کرسکتا ہے ف۴ اور جو پڑے تم پر کوئی سختی سو وہ
کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿ؕ۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی
بدلہ ہے اُس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہتسے گناہ ف۵ اور تم تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین
الۡاَرۡضِ ۚۖ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَ مِنۡ
میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے کام بنانے والا اور نہ مددگار ف۶ اور
اٰیٰتِہِ الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ﴿ؕ۳۲﴾ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ فَیَظۡلَلۡنَ
ایک اُسکی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں جیسے پہاڑ ف۷ اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں
رَوَاکِدَ عَلٰی ظَہۡرِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿ۙ۳۳﴾ اَوۡ
سارے دن ٹھہرے ہوئے اُس کی پیٹھ پر ف۸ مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے ف۹ یا
یُوۡبِقۡہُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَ یَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۫۳۴﴾ وَّ یَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ
تباہ کردے اُنکو بسبب اُنکی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو ف۱۰ اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں
فِیۡۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۳۵﴾ فَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ
ہماری قدرتوں میں کہ نہیں اُن کے لئے بھاگنے کی جگہ ف۱۱ سو جو کچھ ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برتنا ہے
الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَلٰی
دنیا کی زندگانی میں اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے
رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿ۚ۳۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ
رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ف۱۲ اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بیحیائی سے

ع ۳

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی بہت مرتبہ ظاہری اسباب و حالات پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اس وقت حق تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار و برکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے۔ تا بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسباب رزق بھی اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں جیسے وہ روزی ایک خاص اندازہ سے عطا کرتا ہے، بارش بھی خاص اوقات اور خاص مقدار میں مرحمت فرماتا ہے۔ بات یہ ہے کہ سب کام اسی کے اختیار میں ہیں اور جو کچھ وہ کرے عین حکمت و صواب ہے کیونکہ تمام خوبیاں اور کمالات اُس کی ذات میں جمع ہیں۔ اور ہر قسم کی کارسازی اور اعانت و امداد وہیں سے ہوسکتی ہے۔ (تنبیہ) اللہ کی رحمت و قدرت کی طرف سے مایوس ہو جانا کافروں کا شیوہ ہے لیکن ایک مومن کی نظر میں اسباب کا سلسلہ یاس انگیز ہوسکتا ہے جیسے فرمایا "فَلَمَّا اسۡتَیۡـَٔسُوۡا مِنۡہُ خَلَصُوۡا نَجِیًّا" (یوسف، رکوع ۱۰) اور "حَتّٰۤی اِذَا اسۡتَیۡـَٔسَ الرُّسُلُ" (یوسف۔ رکوع ۱۲)

ف۲ یعنی جس طرح رزق پہنچانا اور اُس کے اسباب (بارش وغیرہ کا) مہیا کرنا اس کے قبضہ میں ہیں۔ اُن اسباب کے اسبابِ سماویہ و ارضیہ اور اُن کے آثار و نتائج بھی اُسی کی مخلوق ہیں۔

ف۳ آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمانوں پر بھی جانوروں کی قسم سے کوئی مخلوق پائی جاتی ہے۔

ف۴ یعنی جس نے بکھیرے وہ ہی سب کو اکٹھا کرسکتا ہے۔ اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔

ف۵ یعنی جیسی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں، مصائب کا نزول بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے۔ مثلاً بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے اُس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے یا بعض اوقات والدہ کی بدپرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے، یا کبھی کبھی ایک محلہ والے یا شہر والے کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہی حال رُوحانی اور باطنی بدپرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو۔ گویا دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے۔ اور مستقبل میں اُن کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے اور یہ اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگذر کرتی ہے اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک۔ مگر نبی اس میں داخل نہیں (اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں) اُن کے واسطے اور کچھ ہوگا۔ اور سختی دنیا کی بھی آگئی۔ اور قبر کی اور آخرت کی"۔

ف۶ یعنی محض اپنی مہربانی سے معاف کرتا ہے ورنہ جس جرم پر سزا دینا چاہے، مجرم بھاگ کر کہیں رُوپوش نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس کے سوا کوئی دوسرا حمایت و امداد کے لئے کھڑا ہوسکتا ہے۔

ف۷ یعنی جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ اُبھرے ہوئے ہیں سمندر کی سطح پر بڑے بڑے جہاز اُبھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ف۸ یعنی ہوا بھی اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اگر ہوا کو ٹھہرا رکھے چلنے نہ دے تو تمام بادبانی جہاز دریا کی پیٹھ پر جہاں کے تہاں کھڑے رہ جائیں۔ غرض پانی اور ہوا سب اسی کے زیر فرمان ہیں۔

ف۹ دریائی سفر میں موافق اور ناموافق دونوں قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے بہت ضرورت ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور ناموافق حالات پر صبر کرتا ہوا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نعمت کو پہچانے۔

ف۱۰ یعنی چاہے تو مسافروں کے بعض اعمال کی پاداش میں جہازوں کو تباہ کر ڈالے اور اس تباہی کے وقت بھی بعض کو معاف فرمادے۔

ف۱۱ یعنی تباہ اس لئے کئے جائیں کہ اُنکے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو بھی دیکھ لیں کہ ہاں! خدائی گرفت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اُس وقت عاجز رہ جائیں گے"۔

بقیہ فوائد صفحہ ۶۴۷ - کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی۔ ف۱۲ یعنی یہ تمام باتیں سُننے کے بعد انسان کو چاہئے کہ اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے اس چندروزہ زندگانی اور عیش فانی پر مغرور نہ ہو۔ اور خوب سمجھ لے کہ ایمانداروں کو جو عیش و آرام اللہ کے ہاں ملیگا وہ اس دنیا کے عیش و آرام سے بہتر بھی ہے اور پائدار بھی۔ نہ اُس میں کسی طرح کی کدورت ہوگی۔ نہ فنا و زوال کا کھٹکا ہوگا۔

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۝٣٧ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَ

اور جب غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں ف۱ اور جنہوں نے کہ حکم مانا اپنے رب کا اور

أَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ

قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے ف۲ اور ہمارا دیا کچھ

يُنفِقُونَ ۝٣٨ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ۝٣٩ وَ

خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ کہ جب اُن پر ہووے چڑھائی تو وہ بدلہ لیتے ہیں ف۳ اور

جَزَٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُۥ عَلَى

بُرائی کا بدلہ ہے بُرائی ویسی ہی ف۴ پھر جو کوئی معاف کرے اور صُلح کرے سو اُس کا ثواب

اللَّهِ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ الظَّٰلِمِينَ ۝٤٠ وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِۦ فَأُو۟لَٰٓئِكَ

اللہ کے ذمہ۔ بیشک اس کو پسند نہیں آتے گنہگار ف۵ اور جو کوئی بدلہ لے اپنے مظلوم ہونے کے بعد، سو اُن پر

مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ۝٤١ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ

بھی نہیں کچھ الزام ف۶ الزام تو اُن پر ہے جو ظلم کرتے ہیں

النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِى الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

لوگوں پر ف۷ اور دُھوم اُٹھاتے ہیں مُلک میں ناحق اُن لوگوں کے لئے ہے عذاب

أَلِيمٌ ۝٤٢ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝٤٣ وَ

دردناک اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا بیشک یہ کام ہمت کے ہیں ف۸ اور

مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُۥ مِن وَلِىٍّ مِّنۢ بَعْدِهِۦ وَتَرَى الظَّٰلِمِينَ

جس کو راہ نہ سُجھائے اللہ تو کوئی نہیں اُس کا کام بنانے والا اُس کے سوا ف۹ اور تو دیکھے گنہگاروں کو

لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ۝٤٤ وَتَرَىٰهُمْ

جس وقت دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ ف۱۰ اور تو دیکھے اُنکو

يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَٰشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِىٍّ وَ

کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جُھکائے ہوئے ذِلت سے دیکھتے ہونگے چُھپی نگاہ سے ف۱۱ اور

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اس کا بیان سورۂ "نساء" کی آیت "إِن تَجْتَنِبُوا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ" کے فوائد میں گذر چکا۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ شاید یہاں "كَبَٰٓئِرَ الْإِثْمِ" سے وہ بڑے گناہ مراد ہوں جو قوتِ نظریہ کی غلط کاری سے پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً عقائدِ بدعیہ اور "فواحش" وہ گناہ جن میں قوتِ شہوانیہ کی بے اعتدالی کو دخل ہو۔ آگے "وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ" میں تو ظاہر ہے کہ قوتِ غضبیہ کی روک تھام کی گئی ہے۔ واللہ اعلم

ف۲ مشورہ سے کام کرنا اللہ کو پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا۔ نبی کریم صلعم مُہماتِ اُمور میں برابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے اور صحابہ آپسمیں مشورہ کرتے تھے حروب وغیرہ کے متعلق بھی اور بعض مسائل و احکام کی نسبت بھی۔ بلکہ خلافتِ راشدہ کی بنیاد ہی شوریٰ پر قائم تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ مشورہ کی ضرورت اُن کاموں میں ہے جو مہتم بالشان ہوں اور جو قرآن و سنت میں منصوص نہ ہوں۔ جو چیز منصوص ہو اس میں رائے و مشورہ کے کوئی معنی نہیں۔ اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ ہوا کرے تو کوئی کام نہ ہو سکے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لیا جائے جو عاقل و عابد ہو۔ ورنہ اُسکی بیوقوفی یا بددیانتی سے کام خراب ہو جانے کا اندیشہ رہیگا۔

ف۳ یعنی جہاں معاف کرنا مناسب ہو معاف کرے مثلاً ایک شخص کی حرکت پر غصہ آیا اور اُس نے ندامت کے ساتھ اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر لیا۔ انہوں نے معاف کر دیا۔ یہ محمود ہے اور جہاں بدلہ لینا مصلحت ہو مثلاً کوئی شخص خواہ مخواہ چڑھتا ہی چلا آئے اور ظلم و زور سے دبانے کی کوشش کرے، یا جواب نہ دینے سے اُس کا حوصلہ بڑھتا ہے یا ہماری شخصی حیثیت سے قطع نظر کر کے دین کی اہانت یا جماعت مسلمین کی تذلیل ہوتی ہے، ایسی حالت میں بدلہ لیتے ہیں، وہ بھی بقدر اُس کی زیادتی کے۔ جرم سے زاید سزا نہیں دیتے۔

ف۴ بدلہ کے طور پر جو بُرائی کی جائے وہ حقیقۃً نہیں محض صورۃً بُرائی ہوتی ہے۔ "سَيِّئَةٌ" کا اطلاق اُس پر مشاکلۃً کیا گیا۔

ف۵ یعنی ظلم اور زیادتی تو اللہ کے ہاں کسی حالت میں پسند نہیں۔ بہترین خصلت یہ ہے کہ آدمی جتنا بدلہ لے سکتا ہے اس سے بھی درگذر کرے۔ بشرطیکہ درگذر کرنے میں بات سنورتی ہو۔

ف۶ یعنی مظلوم ظالم سے بدلہ لینا چاہے تو اس میں الزام اور گناہ کچھ نہیں۔ ہاں معاف کر دینا افضل و احسن ہے۔

ف۷ یعنی ابتداءً ظلم کرتے ہیں یا انتقام لینے میں حدِ استحقاق سے بڑھ جاتے ہیں۔ ف۸ یعنی غصہ کو پی جانا اور ایذائیں برداشت کر کے ظالم کو معاف کر دینا بڑی ہمت اور حوصلہ کا کام ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس بندہ پر ظلم ہو اور وہ محض اللہ کے واسطے اُس سے درگذر کرے تو ضرور ہے کہ اللہ اُس کی عزت بڑھائیگا اور مدد کریگا۔ ف۹ یعنی اللہ کی توفیق و دستگیری ہی سے آدمی کو عدل و انصاف اور صبر و عفو کی اعلیٰ خصلتیں حاصل ہو سکتی ہیں وہ اِن بہترین اخلاق کی طرف راہ نہ دے تو کون ہے جو ہاتھ پکڑ کر اخلاقی پستی اور رسوائی کے گڑھے سے ہم کو نکال سکے۔ ف۱۰ یعنی کوئی ایسی سبیل بھی ہے کہ ہم دنیا کی طرف پھر واپس کر دیئے جائیں اور اس مرتبہ وہاں سے خوب نیک بن کر حاضر ہوں۔ ف۱۱ یعنی ایک سہمے ہوئے مجرم کی طرح خوف اور ذلت و ندامت کے مارے نیچی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ کسی سے پوری طرح آنکھ نہیں ملا سکیں گے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

کہیں وہ لوگ جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی ہیں جنہوں نے گنوایا اپنی جان کو اور

اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿٤٥﴾ وَمَا

اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن ف١ سُنتا ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں اور

كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

کوئی نہ ہوئے اُن کے حمایتی جو مدد کرتے اُن کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکا دے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٦﴾ ؕ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اللہ اُس کے لئے کہیں نہیں راہ ف٢ مانو اپنے رب کا حکم اُس سے پہلے کہ آئے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ

وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے ف٣ نہیں ملیگا تم کو بچاؤ اُس دن اور نہ ملیگا الوپ

نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا

ہو جانا ف٤ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تجھ کو نہیں بھیجا ہم نے اُن پر نگہبان تیرا ذمہ تو بس یہی ہے

الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

پہنچا دینا ف٥ اور ہم جب چکھلاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اُس پر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے اُن کو

سَيِّئَةٌ ۢبِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

کچھ بُرائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان بڑا ناشکر ہے ف٦ اللہ کا راج ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ

آسمانوں میں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ

جس کو چاہے بیٹے یا اُن کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے

عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا

بانجھ وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا ف٧ اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ، مگر اشارہ سے

ف١ یعنی بدبخت اپنے ساتھ اپنے متعلقین اور گھر والوں کو بھی لے ڈوبے۔ سبھی کو تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔

ف٢ یعنی نہ دنیا میں ہدایت کی، نہ آخرت میں نجات کی۔

ف٣ یعنی جیسے دنیا میں عذاب مؤخر ہوتا اور ٹلتا چلا جاتا ہے، اُس دن نہیں ٹلے گا۔

ف٤ یعنی مکر جانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور ابن کثیرؒ نے یوں معنی کئے ہیں کہ کوئی موقع ایسا نہ ملیگا جو تم پہچانے نہ جاؤ۔

ف٥ یعنی آپ ذمہ دار نہیں کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں۔ آپ کا فرض پیغامِ الٰہی پہنچا دینا ہے۔ وہ آپ ادا کر رہے ہیں۔ یہ نہیں مانتے تو جائیں جہنم میں۔

ف٦ یعنی ان کے اعراض سے آپ غمگین نہ ہوں۔ انسان کی طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہ) کہ اللہ انعام و احسان فرمائے تو اکڑنے اور اترانے لگتا ہے۔ پھر جہاں اپنی کرتوت کی بدولت کوئی افتاد پڑ گئی، بس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا ناشکر بن جاتا ہے گویا کبھی اُس پر اچھا وقت آیا ہی نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور عیش کی حالت ہو یا تنگی اور تکلیف کی۔ اپنی حد پر قائم نہیں رہتا البتہ مومنینِ قانتین کا شیوہ یہ ہے کہ سختی پر صبر اور فراخی کی حالت میں منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرتے ہیں اور کسی حال اُس کے انعامات و احسانات کو فراموش نہیں کرتے۔

ف٧ یعنی سختی ہو یا نرمی سب حوال خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ آسمان و زمین میں سب جگہ اُسی کی سلطنت اور اُسی کا حکم چلتا ہے۔ جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جس کو چاہے دے، جس کو چاہے نہ دے۔ دنیا کے رنگارنگ حالات کو دیکھ لو کسی کو سرے سے اولاد نہیں ملتی، کسی کو ملتی ہے تو صرف بیٹیاں کسی کو صرف بیٹے کسی کو دونوں، جوڑواں یا الگ الگ۔ اس میں کسی کا کچھ دعویٰ نہیں۔ وہ مالک حقیقی ہی جانتا ہے کہ کس شخص کو کس حالت میں رکھنا مناسب ہے اور وہ ہی اپنے علم و حکمت کے موافق تدبیر کرتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ اُس کے ارادہ کو روک دے یا اُس کی تخلیق و تقسیم پر حرف گیری کر سکے۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ ہر قسم کے نرم و گرم حالات میں اسی کی طرف رجوع کرے اور ہمیشہ اپنی ناچیز حقیقت کو پیش نظر رکھ کر تکبر یا کفرانِ نعمت سے باز رہے۔

ف١ کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قوٰی کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس اس دنیا میں اُس کے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ تحمل کر سکے۔ اسی لئے کسی بشر
سے اُس کے ہمکلام ہونے کی تین صورتیں ہیں (الف) بلا واسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے، یعنی نبی کی قوتِ سامعہ استماعِ کلام سے لذت اندوز ہو مگر اس حالت میں آنکھیں دولتِ دیدار
سے متمتع نہ ہو سکیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طُور پر اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ الاسراء میں پیش آیا۔ (ب) بواسطہ فرشتہ کے حق تعالیٰ کلام فرمائے مگر فرشتہ متجسّد ہو کر آنکھوں کے
سامنے نہ آئے۔ بلکہ براہِ راست نبی کے قلب پر نزول کرے اور قلب ہی سے ادراکِ فرشتہ کا اور صوت کا ہوتا ہو۔ حواسِ ظاہرہ کو چنداں دخل نہ رہے۔ میرے خیال میں یہ صورت ہے جس کو
عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں "یَاْتِیْنِیْ فِیْ مِثْلِ صَلْصَلَۃِ الْجَرَسِ" سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور صحیح بخاری کے ابواب بدءالخلق میں وحی کی اس صورت میں بھی اتیانِ مَلَک کی تصریح موجود ہے۔ اسی کو حدیث
میں "وَھُوَ اَشَدُّہٗ عَلَیَّ" فرمایا اور شاید وحی قرآنی بکثرت اسی صورت میں آتی ہو جیسا کہ "نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ" اور "فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ" میں لفظ "قَلْبِکَ" سے اشارہ
ہوتا ہے۔ اور چونکہ یہ معاملہ بالکل پوشیدہ طور پر اندر ہی اندر ہوتا تھا
پیغمبر کے وجود سے باہر کوئی علیحدہ ہستی نظر نہ آتی تھی اور نہ اس طرح
کلام ہوتا تھا جیسے ایک آدمی دوسرے سے بات کرتا ہو کہ پاس
بیٹھنے والے سامعین بھی سمجھ لیں اس لئے اس قسم کو خصوصیت کے
ساتھ آیت ہٰذا میں لفظ "وَحْیًا" سے تعبیر کیا۔ کیونکہ لغت میں "وحی"
کا لفظ اخفاء اور اشارہ سریعہ پر دلالت کرتا ہے۔ (ج) تیسری صورت
یہ ہے کہ فرشتہ متجسّد ہو کر نبی کے سامنے آجائے اور اس طرح خدا
کا کلام و پیام پہنچائے جیسے ایک آدمی دوسرے سے خطاب کرتا
ہے۔ چنانچہ حضرت جبریلؑ ایک دو مرتبہ اپنی اصلی صورت میں حضورؐ
کے پاس آئے۔ اور اکثر مرتبہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت
میں آتے تھے۔ اور کبھی کسی غیر معروف آدمی کی شکل میں بھی تشریف
لائے ہیں۔ اُس وقت آنکھیں فرشتہ کو دیکھتیں اور کان اُن کی
آواز سُنتے تھے اور پاس بیٹھنے والے بھی بعض اوقات گفتگو سنتے اور
سمجھتے تھے۔ عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں جو دو قسمیں بیان ہوئی ہیں
اُن میں سے یہ دوسری صورت ہے۔ اور میرے خیال میں اسی کو
آیۂ ہٰذا میں "اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ" سے تعبیر
فرمایا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ باقی حجاب والی صورت چونکہ
بالکل نادر بلکہ اندر تھی اس لئے عائشہؓ کی حدیث میں اُس سے تعرض
نہیں کیا گیا۔

ف٢ یعنی اُس کا عُلُوّ مانع ہے کہ بے حجاب کلام کرے اور حکمت مقتضی
ہے کہ بعض صورتیں ہمکلامی کی اختیار کی جائیں۔

ف٣ مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے اس جگہ رُوح سے مراد فرشتہ لیا
ہے۔ یعنی جبریل امین۔ اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے لیکن ظاہر یہ
ہے کہ یہاں خود قرآن کریم کو رُوح سے تعبیر فرمایا کیونکہ اس کی تاثیر
سے مُردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں۔ اور انسان کو ابدی حیات نصیب
ہوتی ہے۔ دیکھ لو جو قومیں کفر و ظلم اور بداخلاقی کی موت مرچکی تھیں
کس طرح قرآن نے اُن میں جان تازہ ڈال دی۔

ف٤ یعنی ایمان اور اعمالِ ایمانیہ کی یہ تفاصیل جو بذریعۂ وحی اب
معلوم ہوئیں پہلے سے کہاں معلوم تھیں۔ گو نفس ایمان کے ساتھ
ہمیشہ سے متصف تھے۔

ف٥ یعنی قرآن کی روشنی میں جن بندوں کو ہم چاہیں سعادت و
فلاح کے راستہ پر لے چلتے ہیں۔

ف٦ یعنی آپ تو سب بندوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اللہ تک
پہنچنے کی سیدھی راہ بتلاتے رہتے ہیں کوئی اس پر چلے یا نہ چلے۔

ف٧ یعنی سیدھی راہ وہ ہے جس پر چل کر آدمی خدائے واحد تک
پہنچتا ہے۔ جو اِس راہ سے بھٹکا خدا سے الگ ہوا۔

اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِہٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّہٗ
یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانیوالا پھر پہنچادے اُسکے حکم سے جو وہ چاہے ف١ تحقیق وہ
عَلِیٌّ حَکِیْمٌ ﴿٥١﴾ وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا کُنْتَ
سب سے اُوپر ہے حکمتوں والا ف٢ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے ف٣ تُو نہ
تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ
جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان ف٤ ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اُس سے راہ سُجھا دیتے ہیں
نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللّٰہِ
جس کو چاہیں اپنے بندوں میں ف٥ اور بیشک تو سُجھاتا ہے سیدھی راہ ف٦ راہ اللہ کی
ع ٥ ١٠ ٦ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿٥٣﴾
اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ف٧ سُنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام ف٨

سُوْرَۃُ الزُّخْرُفِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّسَبْعُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ١١ ١ حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ
قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے رکھا اُس کو قرآن عربی زبان کا تاکہ تم
تَعْقِلُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ ﴿٤﴾ اَفَنَضْرِبُ
سمجھو ف٩ اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے برتر مستحکم ف١٠ کیا پھیر دینگے ہم
عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اَنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ﴿٥﴾ وَکَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ
تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے ف١١ اور بہت بھیجے ہیں ہم نے
نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ﴿٦﴾ وَمَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ﴿٧﴾
نبی پہلوں میں اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانیوالا جس سے ٹھٹھا نہیں کرتے ف١٢

ف٨ یعنی جب سب کاموں کا انجام اسی کی طرف ہے تو چاہئے کہ آدمی شروع سے اس انجام کو سوچ لے اور اپنے
اختیار سے ایسے راستہ پر چلے جو سیدھا اُسی کی بارگاہ تک پہنچنے والا ہو۔ اللّٰھُمَّ اھدنا الصراط المستقیم وثبتنا علیہ۔ تم سورۃ الشوریٰ۔

ف٩ کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعہ سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی۔

ف١٠ یعنی وجوہ اعجاز اور اسرارِ عظیمہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے نہایت بلند مرتبہ
اور تبدیل و تحریف سے محفوظ رہنے کی وجہ سے نہایت مستحکم ہے۔ اس کے دلائل و براہین نہایت مضبوط اور اسکے احکام غیر منسوخ ہیں۔ کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور تمام مضامین اصلاحِ معاش
و معاد کی اعلیٰ ترین ہدایات پر مشتمل اور حکیمانہ خوبیوں سے مملو ہیں۔ اور قرآن کے ان تمام محاسن پر خود قرآن ہی شاہد ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ (تنبیہ) قرآن اور تمام کتب سماویہ نزول
سے پہلے لوح محفوظ میں لکھی گئی ہیں۔

ف١١ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا ہم حکم کا بھیجنا موقوف کرینگے" یعنی ایسی توقع مت رکھو اللہ کی حکمت
و رحمت اسی کو مقتضی ہے کہ باوجود تمہاری زیادتیوں اور شرارتوں کے کتاب الٰہی کا نزول اور دعوت و نصیحت کا سلسلہ بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ بہت سی سعید روحیں اس سے مستفید ہوتی ہیں۔ اور منکرین
پر کامل طور سے اتمام حجت ہوتا ہے۔

ف١٢ یعنی پہلے رسُولوں کے ساتھ بھی استہزاء کیا گیا اور اُن کی تعلیمات کو جھٹلایا گیا۔ مگر اس کی وجہ سے پیغامبری کا سلسلہ مسدود نہیں ہوا۔

فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾ وَلَئِنْ

پھر برباد کر ڈالے ہم نے اُن سے سخت زور والے اور چلی آئی ہے مثال پہلوں کی ف۱ اور اگر

سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ

تو اُن سے پوچھے کس نے بنائے آسمان اور زمین تو کہیں بنائے اُس زبردست

الْعَلِيمُ ﴿٩﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا

خبردار نے وہی ہے جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور رکھ دیں تمہارے واسطے اُس میں راہیں

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَنْشَرْنَا

تاکہ تم راہ پاؤ ف۲ اور جس نے اُتارا آسمان سے پانی ماپ کر ف۳ پھر اُبھار کھڑا کیا

بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا

ہم نے اُس سے ایک دیس مُردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالینگے ف۴ اور جس نے بنائے سب چیز کے جوڑے ف۵

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ

اور بنا دیا تمہارے واسطے کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم

ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ

اُس کی پیٹھ پر ف۶ پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اُس پر اور کہو پاک ذات ہے وہ

الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿١٤﴾

جس نے بس میں کر دیا ہمارے اسکو اور ہم نہ تھے اُسکو قابو میں لا سکتے ف۷ اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف۸

وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَمِ

اور ٹھہرائی ہے انہوں نے حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اسکے بندوں میں سے، تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح کیا

اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿١٦﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ

اُس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں، اور تم کو دے دیے چن کر بیٹے ف۹ اور جب اُن میں کسی کو خوشخبری ملے

بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٧﴾ أَوَمَنْ

اُس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا تو سارے دن رہے منہ اُس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہو ف۱۰ کیا ایسا شخص

ف۱ یعنی عبرت کے لیئے اُن مکذبین کی تباہی کی مثالیں پیش آچکیں اور پہلے مذکور ہو چکیں جو زور و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھے۔ جب وہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکے تو تم کاہے پر مغرور ہوتے ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت اور کمال تصرّف کا ذکر کرتے ہیں جو ایک حد تک اُن کے نزدیک بھی مسلّم تھا۔

ف۲ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں، ایک دوسرے تک راہ پائیں اور چل پھر کر دنیوی و اُخروی مقاصد میں کامیابی کا راستہ معلوم کر لیں۔

ف۳ یعنی ایک خاص مقدار میں جو اُس کی حکمت کے مناسب اور اُس کے علم میں مقدر تھی۔

ف۴ یعنی جس طرح مردہ زمین کو بذریعہ بارش کے زندہ اور آباد کر دیتا ہے، ایسے ہی تمہارے مردہ جسموں میں جان ڈال کر قبروں سے نکال کھڑا کرے گا۔

ف۵ یعنی دنیا میں جتنی چیزوں کے جوڑے ہیں اور مخلوق کی جتنی قسمیں اور متماثل یا متقابل انواع ہیں سب کو خدا ہی نے پیدا کیا۔

ف۶ یعنی خشکی میں بعض چوپایوں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتی پر سوار ہو۔

ف۷ یعنی چوپایوں یا کشتی پر سوار ہوتے وقت اللہ کا احسان دل سے یاد کرو کہ ہم کو اس نے اس قدر قوی اور ہنرمند بنا دیا کہ اپنی عقل و تدبیر وغیرہ سے ان چیزوں کو قابو میں لے آئے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے ورنہ ہم میں اتنی طاقت اور قدرت کہاں تھی کہ ایسی ایسی چیزوں کو مسخر کر لیتے۔ نیز دلی یاد کے ساتھ زبان سے سواری کے وقت یہ الفاظ کہنے چاہئیں "سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"۔ اور بھی اذکار و ادعیہ احادیث میں آئی ہیں جو کتب حدیث و تفسیر میں مذکور ہیں۔

ف۸ یعنی اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو۔ آنحضرت صلعم سوار ہوتے تو یہی تسبیح کہتے تھے۔

ف۹ یعنی چاہیئے تھا اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر ادا کرے۔ یہ صریح ناشکری پر اُتر آیا۔ اور اُس کی جناب میں گستاخیاں کرنے لگا۔ اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہو گی کہ اُس کے لئے اولاد تجویز کی جائے، وہ بھی بندوں میں سے اور وہ بھی بیٹیاں، اوّل تو اولاد باپ کے وجود کا ایک جزء ہوتا ہے تو خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اجزاء سے مرکب ہے اور مرکب کا حادث ہونا ضروری، دوسرے ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہیئے دونوں ایک جنس نہ ہوں تو ولد یا والد کے حق میں عیب ہے۔ یہاں مخلوق و خالق میں مجانست کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا۔ تیسرے لڑکی باعتبار قوائے جسمیہ و عقلیہ کے عموماً لڑکے سے ناقص اور کمزور ہوتی ہے گویا معاذ اللہ خدا نے اپنے لیے اولاد بھی رکھی تو گھٹیا اور ناقص کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصّہ میں عمدہ اور بڑھیا چیز اور خدا کے حصّہ میں ناقص اور گھٹیا چیز لگاتے ہو۔

ف۱۰ یعنی جو اولاد اناث خدا کے لیے تجویز کر رہے ہیں۔ وہ ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و حقیر ہے کہ اگر خود انہیں اُس کے ملنے کی خوشخبری سنائی جائے تو مارے رنج اور غصّہ کے تیور بدل جائیں۔ اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہیں۔ اس کی پوری تقریر سورۂ صافات" کے اخیر رکوع میں گذر چکی ہے۔

يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ
کہ پرورش پاتا ہے زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے ف۱ اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں کو
الَّذِينَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ إِنَاثًا ۚ أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ
جو بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں ف۲ کیا دیکھتے تھے اُن کا بننا اب لکھ رکھینگے
شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۗ مَا
اُن کی گواہی اور اُن سے پوچھ ہوگی ف۳ اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن تو ہم نہ پوجتے اُن کو ف۴
لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ
کچھ خبر نہیں اُن کو اس کی یہ سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۵ کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے
كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوٓا إِنَّا وَجَدْنَآ
اُن کو اس سے پہلے سو انہوں نے اُسکو مضبوط پکڑ رکھا ہے بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا
اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ أَرْسَلْنَا
اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے ف۶ اور اسی طرح جس کسی کو بھیجا ہم نے
مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ ۙ إِنَّا وَجَدْنَآ
تجھ سے پہلے ڈر سنانیوالا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے وہاں کے خوشحال لوگ ہم نے تو پایا
اٰبَآءَنَا عَلٰٓى أُمَّةٍ وَّإِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ
اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لادوں تم کو
بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۗ قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ
اس سے زیادہ سوجھ کی راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ف۷ تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا نہیں
كٰفِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾
مانیں گے ف۸ پھر ہم نے اُن سے بدلہ لیا، سو دیکھ لے کیسا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا
وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهٖٓ إِنَّنِي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿٢٦﴾
اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ کو اور اُس کی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو

ف۱ یعنی کیا خدا نے اولاد بنانے کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے جو عادۃً آرائش و زیبائش میں نشو و نما پائے اور زیورات وغیرہ کے شوق میں مستغرق رہے جو دلیل ہے ضعفِ رائے و عقل کی، اور وہ بوجہ ضعفِ قوتِ فکریہ کے مباحثہ کے وقت قوتِ بیانیہ بھی نہ رکھے۔ چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں، نہ دوسرے کے دعوے کو گرا سکیں، ہمیشہ ادھوری بات کہینگی یا فضول باتیں اُس میں ملا دینگی جن کو مطلوب میں کچھ دخل نہ ہو کہ اس سے بھی تبیینِ مقصود میں خلل پڑ جاتا ہے اور مباحثہ کی تخصیص اس حیثیت سے ہے کہ اس میں بوجہ بیان کی احتیاج زیادہ ہونے کے اُن کا عجز زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس ہر کلامِ طویل اسی کے حکم میں ہے اور معمولی جملوں کا ادا ہو جانا مثلاً میں آئی تھی وہ گئی تھی، قوتِ بیانیہ کی دلیل نہیں۔

ف۲ یعنی یہ اُن کا ایک اور جھوٹ ہے کہ فرشتوں کو عورتوں کی صف میں داخل کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ عورت نہ مرد جنس ہی علیحدہ ہے۔

ف۳ یعنی کوئی دلیل عقلی و نقلی تو اُن کے پاس اس دعوے پر نہیں۔ پھر کیا اللہ نے جب فرشتوں کو بنایا تو یہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مرد نہیں عورت بنایا ہے۔ بہت اچھا! ان کی یہ گواہی دفترِ اعمال میں لکھ لی جاتی ہے خدائی عدالت میں جس وقت پیش ہونگے تب اسکے متعلق ان سے پوچھا جائیگا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا۔ اور کہاں سے کہا تھا۔

ف۴ اور لیجئے ابنی ان مشرکانہ گستاخیوں کے جواز و استحسان پر ایک دلیل عقلی بھی پیش کرتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم کو اپنے سوا دوسری چیزوں کی پرستش سے روک دیتا۔ جب ہم برابر کرتے رہے اور نہ روکا تو ثابت ہوا کہ یہ کام بہتر ہیں اور اس کو پسند ہیں۔

ف۵ یعنی یہ تو سچ ہے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی چیز نہیں ہو سکتی لیکن اس چیز کا ہمارے حق میں بہتر ہونا اس سے نہیں نکلتا۔ ایسا ہو تو دنیا میں کوئی کام اور کوئی چیز بری ہی نہ رہے۔ سارا عالم خیرِ محض ہو جائے۔ شر کا بیج ہی دستیاب نہ ہو۔ ہر ایک جھوٹا اور ظالم و خونخوار یہی کہہ دے گا کہ خدا چاہتا تو مجھے ایسا ظلم و ستم نہ کرنے دیتا۔ جب کرنے دیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کام سے خوش اور راضی ہے بہرحال مشیت اور رضا میں لزوم ثابت کرنا کوئی علمی اصول نہیں محض اٹکل کے تیر ہیں۔ جس کا بیان آٹھویں پارہ کے نصف سے پہلے آیت "سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ أَشْرَكْنَا" کے حواشی میں گذر چکا۔

ف۶ عقلی دلیل کا حال تو سُن چکے۔ اُسے چھوڑ کر کیا کوئی نقلی دلیل اپنے دعوے پر رکھتے ہیں؟ یعنی خدا کی اتاری ہوئی کوئی کتاب اُن کے ہاتھ میں ہے؟ جس میں شرک کا پسندیدہ ہونا لکھا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی سند اُن کے پاس نہیں۔ پھر آگے باپ دادا کی اندھی تقلید کے سوا کیا باقی رہ گیا۔ وہ ہی ان کی سب سے زیادہ زبردست دلیل ہے جس کو ہر زمانہ کے مشرک پیش کرتے آئے ہیں آگے اسی کا بیان ہے۔

ف۷ یعنی پیغمبر نے فرمایا کہ تمہارے باپ دادوں کی راہ سے اچھی راہ تم کو بتلادوں تو کیا پھر بھی تم اُسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہو گے

ف۸ یعنی کچھ بھی ہو، ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے۔ اور پرانا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً

مگر جس نے مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سجھائے گا ف۱ اور یہی بات پیچھے چھوڑ گیا

فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

اپنی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں ف۲ کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا اُن کو اور اُنکے باپ دادوں کو

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

یہاں تک کہ پہنچا اُنکے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا ف۳ اور جب پہنچا اُن کے پاس سچا دین

قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا

کہنے لگے یہ جادُو ہے اور ہم اُس کو نہ مانیں گے ف۴ اور کہتے ہیں کیوں نہ اُترا یہ

الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ

قرآن کسی بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف۵ کیا وہ بانٹتے ہیں

رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ

تیرے رب کی رحمت کو ف۶ ہم نے بانٹ دی ہے اُن میں روزی اُن کی دنیا کی زندگانی میں اور

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ

بلند کر دیے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے ایک دوسرے کو خدمتگار ف۷

وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً

اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے اُن چیزوں سے جو سمیٹتے ہیں ف۸ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں

وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ

ایک دین پر تو ہم دیتے اُن لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے اُن کے گھروں کے واسطے چھت چاندی کی

وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَیْهَا

اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر

یَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ

تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے ف۹ اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر برتنا دنیا کی زندگانی کا

ف۱ یعنی صرف ایک خدا سے مجھے علاقہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور وہ ہی مجھے منزلِ مقصود کے راستہ پر آخر تک لے چلیگا۔ (تنبیہ) یہاں یہ قصّہ اس پر بیان کیا کہ دیکھو تمہارے مُسلّم پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھکر چھوڑ دی تھی۔ تم بھی وہ ہی کرو۔ اور اگر آباء و اجداد کی تقلید ہی پر مرتے ہو تو اُس باپ کی راہ پر چلو جس نے دنیا میں حق و صداقت کا جھنڈا گاڑ دیا تھا اور اپنی اولاد کو وصیّت کر گیا تھا کہ میرے بعد ایک خدا کے سوا کسی کو نہ پُوجنا۔ کما قال تعالیٰ "وَوَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ" (بقرہ۔ رکوع ۱۶)

ف۲ یعنی ایک دوسرے سے توحید کا بیان اور دلائل سُن کر راہِ حق کی طرف رجوع ہوتا رہے۔

ف۳ یعنی افسوس ابراہیمؑ کی اِرث حاصل نہ کی اور اُس کی وصیّت پر نہ چلے بلکہ اللہ نے جو دنیا کا سامان دیا تھا اُس کے مزوں میں پڑ کر خداوند قدوس کی طرف سے بالکل غافل ہو گئے۔ یہاں تک کہ اُن کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے حق تعالیٰ نے اپنا وہ پیغمبر بھیجا جس کی پیغمبری بالکل روشن اور واضح ہے۔ اُس نے سچّا دین پہنچایا، قرآن پڑھ کر سنایا اور اللہ کے احکام پر نہایت صفائی کے ساتھ مطلع کیا۔

ف۴ یعنی قرآن کو جادو بتلانے لگے۔ اور پیغمبر کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

ف۵ یعنی اگر قرآن کو اُترنا ہی تھا تو مکّہ یا طائف کے کسی بڑے سردار پر اُترا ہوتا۔ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ بڑے بڑے دولتمند سرداروں کو چھوڑ کر خدا نے منصب رسالت کے لئے ایک ایسے شخص کو چُن لیا ہو جو ریاست و دولت کے اعتبار سے کوئی امتیاز نہیں رکھتا۔

ف۶ یعنی نبوّت و رسالت کے مناصب کی تقسیم کیا تمہارے ہاتھ میں دے دیگئی ہے جو انتخاب پر بحث کر رہے ہو۔

ف۷ یعنی کسی کو غنی کسی کو فقیر کر دیا ایک کو بیشمار دولت دیدی ایک کو اُس سے کم۔ کوئی تابع ہے کوئی متبوع۔

ف۸ یعنی نبوت و رسالت کا شرف تو ظاہری مال و جاہ اور دنیوی ساز و سامان سے کہیں اعلیٰ ہے۔ جب اللہ نے دنیا کی روزی اُن کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری اُن کی تجویز پر کیونکر دے۔ آگے دنیا کے مال و دولت اور مادی سامان کا اللہ کے ہاں بے وقعت اور حقیر ہونا بیان کرتے ہیں۔

ف۹ یعنی اللہ کے ہاں اس دنیوی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں نہ اس کا دیا جانا کچھ قربؔ و وجاہت عند اللہ کی دلیل ہے۔ یہ تو ایسی بے قدر اور حقیر چیز ہے کہ اگر ایک خاص مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، چوکھٹ قفل اور تخت چوکیاں سب چاندی اور سونے کی بنا دیتا مگر اس صورت میں لوگ یہ دیکھکر کہ کافروں ہی کو ایسا سامان ملتا ہے عموماً کفر کا راستہ اختیار کر لیتے (اِلَّا ماشاء اللہ) اور یہ چیز مصلحتِ خداوندی کے خلاف ہوتی۔ اس لئے ایسا نہیں کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے بازو کی برابر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ بھلا جو چیز خدا کے نزدیک اس قدر حقیر ہو اسے سیادت و وجاہت عند اللہ اور نبوت و رسالت کا معیار قرار دینا کہاں تک صحیح ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا، کہیں تو اُس کو آرام دے، آخرت میں تو دائمی عذاب ہے۔ کہیں تو آرام ملتا مگر ایسا ہو تو سب وہ ہی کفر کا راستہ پکڑ لیں"۔

ف۱ یعنی دنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں مگر آخرت مع اپنی ابدی نعماء و آلاء کے متقین کے لئے مخصوص ہے۔ ف۲ یعنی جو شخص سچی نصیحت اور یادِ الٰہی سے اعراض کرتا رہتا ہے اُس پر ایک شیطان خصوصی طور سے مسلّط کر دیا جاتا ہے جو ہر وقت اغوا کرتا اور اُس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ شیطان دوزخ تک اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا

ف۳ یعنی شیاطین اُن کو نیکی کی راہ سے روکتے رہتے ہیں، مگر اُن کی عقلیں ایسی مسخ ہو جاتی ہیں کہ اُسی کو ٹھیک راستہ سمجھتے ہیں۔ بدی اور نیکی کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

اور آخرت تیرے رب کے یہاں اُنہی کے لئے ہے جو ڈرتے ہیں ف۱ اور جو کوئی آنکھیں چرائے رحمٰن کی یاد سے

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿٣٦﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ

ہم اس پر مقرر کردیں ایک شیطان پھر وہ رہے اُس کا ساتھی ف۲ اور وہ اُن کو روکتے رہتے ہیں

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٣٧﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ

راہ سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں ف۳ یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس کہے

يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿٣٨﴾ وَلَنْ

کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا بُرا ساتھی ہے ف۴ اور کچھ

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَفَاَنْتَ

فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے کہ تم عذاب میں شامل ہو ف۵ سو کیا تو

تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٠﴾ فَاِمَّا

سُنائیگا بہروں کو یا سجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر اگر

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿٤١﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ

کبھی ہم تجھ کو یہاں سے لیجائیں، تو ہم کو اُن سے بدلا لینا ہے یا تجھ کو دکھادیں جو اُن سے وعدہ ٹھہرایا ہے

فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ

تو یہ ہمارے بس میں ہیں سو تو مضبوط پکڑے رہ اُسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو بیشک

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ﴿٤٤﴾

سیدھی راہ پر ف۶ اور یہ مذکور رہیگا تیرا اور تیری قوم کا ف۷ اور آگے تم سے پوچھ ہوگی ف۸

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ

اور پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہمنے تجھ سے پہلے کبھی ہم نے ٹھہرائے ہیں رحمٰن کے سوائے اور

اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

حاکم کہ پُوجے جائیں ف۹ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس

ف۴ یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر کھلے گا کہ کیسے بُرے ساتھی تھے۔ اُس وقت حسرت اور غصّہ سے کہیگا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، اور ایک لمحہ تیری صحبت میں نہ گذرتا کمبخت اب تو مجھ سے دُور ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی دنیا میں شیطان کے مشورہ پر چلتا ہے اور وہاں اُس کی صحبت سے پچتائیگا۔ اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے کسی کو آدمی۔"

ف۵ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جس مصیبت میں عام طور پر چھوٹے بڑے سب شریک ہوں تو کچھ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ مشہور ہے "مرگِ انبوہ جشنے دارد" مگر دوزخ میں تمام شیاطین الانس والجن اور تابعین ومتبوعین کا عذاب میں شریک ہونا کسی کو کچھ فائدہ نہ دیگا۔ عذاب کی شدت ایسی ہوگی کہ اس طرح کی سطحی باتوں سے تسلی اور تخفیف نہیں ہو سکتی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کافر کہیں گے کہ اُنہوں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا، خوب ہوا یہ بھی نہ بچے لیکن اگر دوسرا بھی پکڑا گیا تو اس کو کیا فائدہ۔"

ف۶ یعنی اندھوں کو راہِ حق دکھلا دینا یا بہروں کو حق کی آواز سُنا دینا اور جو صریح غلطی اور گمراہی میں پڑے بھٹک رہے ہوں اُن کو تاریکی سے نکال کر سچائی کی صاف سڑک پر چلا دینا آپ کے اختیار میں نہیں ہاں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جو چاہے آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ بہرحال آپ اس غم میں نہ رہئے کہ یہ سب لوگ حق کو کیوں قبول نہیں کرتے، اور کیوں اپنا انجام خراب کر رہے ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے سپرد کیجئے۔ وہ ہی ان کے اعمال کی سزا دیگا۔ اگر آپ کی وفات کے بعد دی تب اور آپ کو دکھلا کر دی تب، بہرصورت نہ ہمارے قابو سے نکل کر جا سکتے ہیں اور نہ ہم ان کو سزا دیے بدون چھوڑینگے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ جو وحی آئے اور جو حکم ملے اُس پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں اور برابر اپنا فرض ادا کئے جائیں۔ کیونکہ دنیا کہیں اور کسی راستہ پر جائے، آپ اللہ کے فضل سے سیدھی راہ پر ہیں جس سے ایک قدم اِدھر اُدھر ہٹنے کی ضرورت نہیں نہ کسی ہوا پرست کی خواہش و آرزو کی طرف التفات کرنے کی حاجت ہے۔

ف۷ یعنی قرآن کریم تیرے اور تیری قوم کے لئے خاص فضل و شرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزّت اور خوش نصیبی کیا ہوگی کہ اللہ کا کلام اور ساری دنیا کی نجات و فلاح کا ابدی دستور العمل ان کی زبان میں اُترا اور وہ اس کے اولین مخاطب قرار پائے۔ اگر عقل ہو تو یہ لوگ اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں۔ اور قرآن جو اُن سب کے لئے بیش بہا نصیحت نامہ ہے اس کی ہدایات پر چل کر سب سے پہلے دنیوی و اُخروی سعادتوں کے مستحق ہوں۔

ف۸ یعنی آگے چل کر پوچھ ہوگی کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر کی تھی؟ اور اس فضل و شرف کا کیا شکر ادا کیا تھا؟ ف۹ یعنی آپ کا راستہ وہی ہے جو پہلے انبیاء علیہم السلام کا تھا۔ شرک کی تعلیم کسی نبی نے نہیں دی نہ اللہ تعالیٰ نے کسی دین میں اس بات کو جائز رکھا کہ اس کے سوا دوسرے کی پرستش کی جائے اور یہ ارشاد کہ "پوچھ دیکھ" یعنی جس وقت اُن سے ملاقات ہو (جیسے شبِ معراج میں ہوئی) یا اُن کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔ بہرحال جو ذرائع تحقیق و تفتیش کے ہوں اُن کو استعمال میں لانے سے صاف ثابت ہو جائیگا کہ کسی دین سماوی میں کبھی شرک کی اجازت نہیں ہوئی۔

فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ

توکہا میں بھیجا ہوا ہوں جہان کے رب کا پھر جب لایا اُن کے پاس ہماری نشانیاں وہ تو

مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ؗ

لگے اُن پر ہنسنے ف۱ اور جو دکھلاتے گئے ہم اُن کو نشانی سو پہلی سے بڑی ف۲

وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ

اور پکڑا ہم نے اُن کو تکلیف میں تاکہ وہ باز آئیں ف۳ اور کہنے لگے اے جادوگر ف۴

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا

پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا سکھلا رکھا ہے تجھ کو ہم ضرور راہ پر آجائیں گے ف۵ پھر جب اُٹھالی ہم نے

عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ

اُن پر سے تکلیف تبھی وہ وعدہ توڑ ڈالتے ف۶ اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں

قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ

بولا اے میری قوم بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے

تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ ؕ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ

محل کے نیچے کیا تم نہیں دیکھتے ف۷ بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جس کو کچھ

مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ

عزّت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا ف۸ پھر کیوں نہ آپڑے اُس پر کنگن سونے کے

اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ

یا آتے اُسکے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ف۹ پھر عقل کھودی اپنی قوم کی، پھر اُسی کا کہنا مانا

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ

مقرر وہ تھے لوگ نافرمان ف۱۰ پھر جب ہم کو غصّہ دلایا ف۱۱ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا، پھر ڈبو دیا

اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ ۙ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ ۧ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ

اُن سب کو پھر کر ڈالا اُن کو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے ف۱۲ اور جب مثال لائے

ع ۵ / ۱۱

ف۱ یعنی معجزات کا مذاق اڑانے لگے۔

ف۲ یعنی ایک سے ایک بڑھ کر نشان اپنی قدرت کا اور موسٰی کی صداقت کا دکھلایا۔

ف۳ یعنی آخر وہ نشان بھیجے جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جیسا کہ سورۂ "اعراف" میں گذرا۔ "فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ (اعراف رکوع ۱۶) غرض یہ تھی کہ ڈر کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں"۔

ف۴ "ساحر" اُن کے محاورات میں عالم کو کہتے تھے۔ کیونکہ بڑا علم اُن کے نزدیک یہ ہی سحر تھا۔ شاید اس خوشامد اور لجاجت کے وقت حضرت موسٰی کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطن سے اشارہ اس طرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھ کو نبی اب بھی نہیں سمجھتے۔ صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔

ف۵ یعنی تیرے رب نے جو طریقہ دعاء کا بتلایا ہے اور جو کچھ تجھ سے عہد کر رکھا ہے اُس کے موافق ہمارے حق میں دعا کر کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو۔ اگر تیری دعاء سے ایسا ہوگیا تو ہم ضرور راہ پر آجائینگے۔ اور تیری بات مان لینگے۔

ف۶ یعنی جہاں تکلیف رفع ہوئی اور مصیبت کی گھڑی ختم ہوئی ایکدم اپنے قول و قرار سے پھر گئے گویا کچھ وعدہ کیا ہی نہ تھا۔

ف۷ اس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بہت بڑا سمجھا جاتا تھا اور نہریں اسی نے بنائی تھیں۔ دریائے نیل کا پانی کاٹ کر اپنے باغ میں لایا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ ان سامانوں کی موجودگی میں کیا ہماری حیثیت ایسی ہے کہ موسٰی جیسے معمولی حیثیت والے آدمی کے سامنے گردن جھکا دیں۔

ف۸ یعنی موسٰی کے پاس نہ روپیہ نہ پیسہ، نہ حکومت نہ عزّت، نہ کوئی ظاہری کمال، حتّٰی کہ بات کرتے ہوئے بھی زبان پوری طرح صاف نہیں چلتی۔

ف۹ کہتے ہیں کہ وہ خود جواہرات کے کنگن پہنتا تھا اور جس امیر و وزیر پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا تھا اور اُس کے سامنے فوج پرا باندھ کر کھڑی ہوتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ہم کسی کو عزّت دیتے ہیں تو ایسا کرتے ہیں۔ کیا خدا کسی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے تو اسکے ہاتھ میں سونے کے کنگن اور جلو میں فرشتوں کی فوج بھی نہ ہو۔

ف۱۰ یعنی اپنی ابلہ فریب باتوں سے قوم کو اُلّو بنالیا وہ سب احمق اُسی کی بات ماننے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن لوگوں کی طبائع میں خدا کی نافرمانی پہلے سے رچی ہوئی تھی، اُونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہوگیا۔

ف۱۱ یعنی وہ کام کئے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

ف۱۲ یعنی پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے اُن کا قصّہ ایک عبرتناک نظیر کے طور پر بیان ہوتا ہے۔

مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوٓا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ

مریم کے بیٹے کی تبھی قوم تیری اُس سے چلّانے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں

أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿۵۸﴾

یا وہ ف۱ یہ مثال جو ڈالتے ہیں تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرٰٓءِيلَ ﴿۵۹﴾

وہ کیا ہے ایک بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اس کو بنی اسرائیل کے واسطے ف۲

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلٰٓئِكَةً فِى الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿۶۰﴾ وَإِنَّهُۥ

اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں تمہاری جگہ ف۳ اور وہ

لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هٰذَا صِرٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾

نشان ہے قیامت کا ف۴ سو اُس میں شک مت کرو اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ

اور نہ روک دے تم کو شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح ف۵ اور جب آیا

عِيسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

عیسیٰ نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں ف۶ اور بتلانے کو

بَعْضَ الَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللّٰهَ

بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے ف۷ سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو بیشک اللہ

هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ

جو ہے وہی ہے رب میرا اور رب تمہارا، سو اُسی کی بندگی کرو، یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۸ پھر پھٹ گئے

الْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ

کتنے فرقے اُن کے بیچ سے ف۹ سو خرابی ہے گنہگاروں کو آفت سے دکھ والے

أَلِيمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ

دن کی اب یہی ہے کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک اور اُن کو

ف۱ حضرت مسیح علیہ السلام کا جب ذکر آتا تو عرب کے مشرکین خوب شور مچاتے اور قسم قسم کی آوازیں اُٹھاتے تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت پڑھی "اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ" (انبیاء-رکوع ۷) کہنے لگے نصاریٰ حضرت مسیحؑ کی عبادت کرتے ہیں۔ اب بتاؤ! تمہارے خیال میں ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح علیہ السلام ظاہر ہے تم مسیح کو اچھا کہو گے۔ جب وہ ہی (معاذ اللہ) آیت کے عموم میں داخل ہوئے تو ہمارے معبود بھی سہی بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلعم نے ایک مرتبہ فرمایا "لَيْسَ اَحَدٌ يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌ"۔ کہنے لگے کیا مسیح میں بھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں؟ ظاہر ہے کہ آیت کا اور حضورؐ کے اِن الفاظ کا مطلب اُن چیزوں سے متعلق تھا جن کی پرستش لوگ کرتے ہیں۔ اور وہ اُن کو اِس سے نہیں روکتے۔ اور اپنی بیزاری کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر اِن معترضین کا منشا تو محض جھگڑے نکالنا اور کٹ حجتی کر کے حق کو رلانا تھا۔ اِس لئے جان بوجھ کر ایسے معنی پیدا کرتے تھے جو مراد متکلم کے مخالف ہوں کبھی کہتے تھے کہ بس معلوم ہو گیا آپ بھی اسی طرح ہم سے اپنی پرستش کرانا چاہتے ہیں جیسے نصاریٰ حضرت مسیحؑ کی کرتے ہیں۔ شاید کبھی یہ بھی کہتے ہوں گے کہ خود قرآن نے حضرت مسیحؑ کی مثل یہ بیان کی ہے "اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" (آل عمران-رکوع ۶) اب دیکھ لو ہمارے معبود اچھے ہیں یا مسیح؟ انہیں کیوں بھلائی سے یاد کرتے ہو؟ اور ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہو؟ اور خدا جانے کیا کیا کچھ کہتے ہونگے۔ ان سب باتوں کا جواب آگے دیا گیا ہے۔

ف۲ یعنی کچھ اسی ایک مسئلہ میں نہیں ان کی طبیعت ہی جھگڑالو واقع ہوئی ہے۔ سیدھی اور صاف بات کبھی اُن کے دماغوں میں نہیں اُترتی۔ یوں ہی مہمل بحثیں اور دور از کار جھگڑے نکالتے رہتے ہیں۔ بھلا کہاں وہ شیاطین جو لوگوں سے اپنی عبادت کراتے اور اس پر خوش ہوتے ہیں یا وہ پتھر کی بیجان مورتیں جو کسی کو کفر و شرک سے روکنے پر اصلاً قدرت نہیں رکھتیں اور کہاں وہ خدا کا مقبول بندہ جس پر اللہ نے خاص فضل فرمایا اور بنی اسرائیل کی ہدایت کے واسطے کھڑا کیا۔ جس کو اپنے بندہ ہونے کا اقرار تھا اور جو اپنی اُمت کو اسی چیز کی طرف بلاتا تھا کہ "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ"۔ کیا اُس مقبول بندہ کو العیاذ باللہ "حَصَبُ جَهَنَّمَ" یا "لَيْسَ فِيْهِ خَيْرٌ" کہا جا سکتا ہے؟ یا یہ پتھر کی مورتیاں اُس کی ہمسری کر سکتی ہیں۔ یاد رکھو! قرآن کریم کسی بندہ کو بھی خدائی کا درجہ نہیں دیتا۔ اُس کا تو سارا جہاد ہی اس مضمون کے خلاف ہے۔ ہاں یہ بھی نہیں کر سکتا کہ محض احمقوں کے خدا بنا لینے سے ایک مقرب و مقبول بندہ کو پتھروں اور شریروں کی برابر کر دے۔

ف۳ یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں آثار فرشتوں کے سے تھے (جیسا کہ سورۂ مائدہ، آل عمران، اور کہف کے فوائد میں اشارہ کیا جا چکا ہے) اتنی بات سے کوئی شخص معبود نہیں بن جاتا۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں یا تمہاری جگہ آسمان سے فرشتوں ہی کو لا کر زمین پر آباد کر دیں۔ ہم کو سب قدرت حاصل ہے۔

ف۴ یعنی حضرت مسیحؑ کا اوّل مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلاتے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ اُنکے نزول سے لوگ معلوم کرینگے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔

ف۵ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو۔ اور جو سیدھی راہ ایمان و توحید کی بتلا رہا ہوں اُس پر چلے آؤ۔ مبادا تمہارا ازلی دشمن شیطان تم کو اس راستہ سے روک دے۔

ف۶ یعنی پکی باتیں دانائی اور حکمت کی۔

ف۷ یعنی دینی باتیں۔ یا بعض وہ چیزیں جن کو شریعت موسویہ نے حرام ٹھہرایا تھا اُن کا حلال ہونا بیان کرتا ہوں۔ کما قال "وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ" (آل عمران-رکوع ۵)

ف۸ یہ تعلیم تھی حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ دیکھ لو کیسی صفائی سے خدائے واحد کی ربوبیت اور معبودیت کو بیان فرمایا ہے اور اسی توحید اور اتقاء و اطاعت رسول کو صراط مستقیم قرار دیا ہے۔

ف۹ یعنی اختلاف پڑ گیا۔ یہود اُنکے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ آگے چل کر کئی فرقے بن گئے، کوئی حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا بتلاتا ہے، کوئی اُن کو تین خداؤں میں کا ایک کہتا ہے، کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ حضرت مسیحؑ کی اصلی تعلیم پر ایک بھی نہیں۔

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا
خبر بھی نہ ہو ف١ جتنے دوست ہیں اُس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے مگر
الْمُتَّقِيْنَ ﴿٦٧﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾
جو لوگ ہیں ڈر والے ف٢ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ تم غمگین ہوگے ف٣
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ
جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکمبردار ف٤ چلے جاؤ بہشت میں تم
وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ
اور تمہاری عورتیں کہ تمہاری عزت کریں لیے پھریں گے اُنکے پاس رکابیاں سونے کی
وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ
اور آبخورے ف٥ اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں ف٦ اور
اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا
تم اُن میں ہمیشہ رہوگے اور یہ وہی بہشت ہے جو میراث پائی تم نے بدلے میں
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾
اُن کاموں کے جو کرتے تھے ف٧ تمہارے واسطے اُن میں بہت میوے ہیں اُن میں سے کھاتے رہو ف٨
اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ
البتہ جو لوگ کہ گنہگار ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ ہلکا ہوتا ہے اُن پر سے
وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾
اور وہ اُسی میں پڑے ہیں آس ٹوٹے ف٩ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف ف١٠
وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ
اور پکارینگے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب ف١١ وہ کہیگا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ف١٢ ہم
جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا
لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے بُرا مانتے ہو ف١٣ کیا انہوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات

ع ٧/١٢

ف١ ایسے ایسے کھُلے بیانات اور واضح ہدایات کے باوجود بھی جو لوگ نہیں مانتے آخر وہ کاہے کے منتظر ہیں۔ اُن کے احوال کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ بس قیامت ایک دم اُن کے سر پر آکھڑی ہو تب مانینگے۔ حالانکہ اُس وقت کا ماننا کچھ کام نہ دیگا۔

ف٢ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائینگی۔ آدمی پچھتائیگا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی جو اُس کے اُکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ اُس وقت بڑا گرمجوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا۔ البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئیگی۔

ف٣ یعنی نہ آگے کا ڈر، نہ پیچھے کا غم۔

ف٤ یعنی دل سے یقین کیا اور جوارح سے اس کے حکمبردار رہے۔ یہاں سے ایمان اور اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں اس کا مفصل بیان ہوا ہے۔

ف٥ یعنی غلمان لئے پھرینگے

ف٦ سب سے اعلیٰ چیز جس سے آنکھیں آرام پائینگی وہ دیدار ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا (رزقنا اللہ بفضلہ ومنّہٖ)

ف٧ یعنی تمہارے باپ آدم کی میراث واپس مل گئی، تمہارے اعمال کے سبب سے اور اللہ کے فضل سے۔

ف٨ یعنی چُن چُن کر۔

ف٩ یعنی عذاب نہ کسی وقت ملتوی ہوگا نہ ہلکا کیا جائیگا۔ دوزخی نااُمید ہو جائینگے کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں۔

ف١٠ یعنی ہم نے دنیا میں بھلائی بُرائی کے سب پہلو سمجھا دیئے تھے اور پیغمبروں کو بھیج کر حجت تمام کر دی تھی۔ کوئی معقول عذر اُن کے لئے باقی نہیں چھوڑا تھا۔ اس پر بھی نہ مانے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ ایسوں کو سزا دی جائے تو ظلم کون کہہ سکتا ہے۔

ف١١ "مالک" نام ہے فرشتہ کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ دوزخی اس کو پکارینگے کہ ہم نہ مرتے ہی ہیں نہ چھوٹتے ہیں۔ اپنے رب سے کہہ کہ ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کر دے۔ گویا نجات سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کرینگے۔

ف١٢ یعنی چلّانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ تم کو اسی حالت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ کتنے ہیں دوزخی ہزار برس چلائینگے تب وہ یہ جواب دیگا۔

ف١٣ یعنی وہ سزا اس جُرم پر ملی کہ تم میں کے اکثر سچائی سے چڑتے تھے (اور بہت سے اندھوں کی طرح اُن کے پیچھے ہولیئے)

فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ
تو ہم بھی کچھ ٹھہرائیں گے ف۱ کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے اُن کا بھید اور اُن کا مشورہ

بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ
کیوں نہیں، اور ہمارے بھیجے ہوئے اُنکے پاس لکھتے رہتے ہیں ف۲ تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد

فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ
تو میں سب سے پہلے پُوجوں ف۳ پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا
عرش کا اُن باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں ف۴ اب چھوڑ دے اُن کو بک بک کریں اور کھیلیں یہانتک کہ ملیں

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ
اپنے اُس دن سے جس کا اُن کو وعدہ دیا ہے ف۵ اور وہی ہے جسکی بندگی ہے آسمان میں اور اُس کی بندگی ہے

إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَ
زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب سے خبردار ف۶ اور بڑی برکت ہے اُس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور

الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَ
زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے اور اُسی کے پاس ہے خبر قیامت کی ف۷ اور اُسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے ف۸ اور

لَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ
اختیار نہیں رکھتے وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ
سچی اور اُن کو خبر تھی ف۹ اور اگر تو اُن سے پوچھے کہ اُن کو کس نے بنایا تو کہیں گے اللہ نے

فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾
پھر کہاں سے اُلٹ جاتے ہیں ف۱۰ قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے ف۱۱

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ ع
سو تو منہ پھیر لے اُنکی طرف سے اور کہہ سلام ہے ف۱۲ اب آخر کو معلوم کر لیں گے ف۱۳

ع ۷ ۱۳

ف۱ کفارِ عرب پیغمبر کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے گانٹھتے اور تدبیریں کرتے تھے۔ مگر اللہ کی خفیہ تدبیر اُن کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی۔ آئندہ جو اس دین میں آئے اُسی کے رشتہ دار اُس کو مار مار کر اُلٹا پھیریں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اُس کو پہلے سُنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے"۔ یہ بات انہوں نے ٹھہرائی اور اللہ نے ٹھہرایا اُن کو ذلیل و رسوا کرنا اور اپنے دین اور پیغمبر کو عروج دینا۔ آخر اللہ کا ارادہ غالب رہا۔

ف۲ یعنی اُن کے دلوں کے بھید ہم جانتے اور اُن کے خفیہ مشورے ہم سُنتے ہیں اور حکومت کے انتظامی ضابطہ کے موافق ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) اُنکے سب اعمال و افعال لکھتے جاتے ہیں۔ یہ ساری مِسل قیامت میں پیش ہوگی۔

ف۳ یعنی اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تجویز کی جائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر بفرضِ محال خدا کے اولاد ہو تو پہلا شخص میں ہوں جو اُس کی اولاد کی پرستش کرے۔ کیونکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرنیوالا ہوں۔ اور جس کو جس قدر علاقہ خدا کے ساتھ ہوگا اسی نسبت سے اُس کی اولاد کے ساتھ ہونا چاہئے پھر جب میں باوجود اوّل العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اُس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو جو اُس کی فرضی اولاد تک کے حقوق پہچانو گے۔ (تنبیہ) بعض مفسّرین نے آیت کا یہ مطلب لیا ہے کہ اگر تمہارے اعتقاد میں اللہ کی کوئی اولاد ہے تو یاد رکھو! کہ میں تمہارے مقابلہ میں اُس اکیلے خدا کی عبادت کرنے والا ہوں جو اولاد و احفاد سے منزّہ و مقدس ہے۔ بعض نے "عابد" کے معنی لغۃً جاحد (منکر) کے بتلائے ہیں یعنی اس فاسد عقیدہ کا سب سے پہلا انکار کرنے اور رَد کرنیوالا میں ہوں۔ بعض کے نزدیک "اِنْ" نافیہ ہے یعنی رحمان کے کوئی اولاد نہیں۔ مگر یہ کچھ زیادہ قوی نہیں اور بھی احتمالات ہیں جن کے استیعاب کا یہاں موقع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۴ یعنی جن باتوں کی نسبت یہ لوگ اُس کی طرف کرتے ہیں مثلاً اولاد وغیرہ، اس سے خدا تعالیٰ کی ذات برتر اور منزّہ ہے۔ اُس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں کہ معاذ اللہ کسی کا باپ یا بیٹا بنے۔

ف۵ یعنی غفلت و حماقت کے نشہ میں جو کچھ بکتے ہیں بکنے دیجئے، یہ لوگ چند روز اور دنیا کے کھیل تماشے میں گزار لیں، آخر وہ موعود دن آنا ہے جس میں ایک ایک کر کے اِن کی گستاخیوں اور شرارتوں کا مزہ چکھایا جائیگا۔

ف۶ نہ آسمان میں فرشتے اور شمس و قمر معبود بن سکتے ہیں نہ زمین میں اصنام و اوثان وغیرہ۔ سب زمین و آسمان والوں کا معبود اکیلا وہ ہی خدا ہے جو فرش سے عرش تک کا مالک اور تمام عالم کون میں اپنے علم و اختیار سے متصرف ہے۔

ف۷ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم صرف اُسی مالک کو ہے۔

ف۸ یعنی وہاں پہنچ کر سب کی نیکی بدی کا حساب ہو جائیگا۔

ف۹ یعنی اتنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے اُن کے علم کے موافق کلمۂ اسلام کہا اُس کی گواہی دیں۔ بغیر کلمۂ اسلام کسی کے حق میں ایک حرف سفارش کا نہیں کہہ سکتے۔ اور اتنی سفارش بھی صالحین کرینگے جو سچائی کو جانتے اور اُس کو زبان و دل سے مانتے ہیں۔ دوسروں کو اجازت نہیں۔

ف۱۰ یعنی جب بنانے والا ایک اللہ ہے تو بندگی کا مستحق کوئی دوسرا کیونکر ہو گیا۔ عبادت نام ہے انتہائی تذلّل کا۔ وہ اسی کا حق ہونا چاہئے جو انتہائی عظمت رکھتا ہے۔ عجیب بات ہے مقدمات کو تسلیم کرتے ہیں اور نتیجہ سے انکار۔

ف۱۱ یعنی نبی کا یہ کہنا بھی اللہ کو معلوم ہے اور اس کی اس مخلصانہ التجا، اور دردبھری آواز کی اللہ قسم کھاتا ہے کہ وہ اس کی ضرور مدد کریگا۔ اور اپنی رحمت سے اس کو غالب و منصور کریگا۔

ف۱۲ یعنی غم نہ کھا، اور زیادہ ان کے پیچھے نہ پڑ۔ فرضِ تبلیغ ادا کر کے اُدھر سے منہ پھیر لے اور کہہ دے کہ اچھا نہیں مانتے تو ہمارا اسلام لو۔

ف۱۳ یعنی آخر کار اِن کو پتہ لگ جائیگا کہ کس غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں لگ گیا۔ اور پوری تکمیل آخرت میں ہونیوالی ہے۔ تم سورۃ الزخرف بعون اللہ و توفیقہ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔

ف۱ "برکت کی رات" شبِ قدر ہے۔ کما قال تعالیٰ "اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ" (قدر۔ رکوع ۱) جو رمضان میں واقع ہے لقولہٖ تعالیٰ "شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ" (بقرہ رکوع ۲۳)
اس رات میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے سمائے دنیا پر اتارا گیا۔ پھر بتدریج تیئیس سال میں پیغمبر پر اترا نیز اسی شب میں پیغمبر پر اُس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔ ف۲ یعنی کچھ سنانا ہمیشہ
ہمارا دستور رہا ہے۔ اسی کے موافق یہ قرآن اتارا۔ ف۳ یعنی سال بھر کے متعلق قضاء و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوحِ محفوظ" سے نقل کر کے اُن فرشتوں
کے حوالہ کیے جاتے ہیں جو شعبہ ہائے تکوینیات میں کام کرنے والے ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شبِ براءۃ کہتے ہیں۔ ممکن ہے وہاں سے اس
کام کی ابتداء اور شبِ قدر پر انتہاء ہوتی ہو۔ واللہ اعلم۔ ف۴ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو اُن کے مناسب ہو۔ چنانچہ جبریل کو قرآن دیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔
ف۵ یعنی تمام عالم کے حالات سے باخبر ہے اور اُن کی پکار سنتا ہے۔ اسی لئے عین ضرورت کے وقت خاتم النبیین صلعم کو قرآن دے کر اور عالم کے لئے رحمتِ کبریٰ بنا کر بھیجدیا۔
ف۶ یعنی اگر تم میں کسی چیز پر یقین رکھنے کی صلاحیت ہے تو سب سے پہلی چیز یقین رکھنے کے قابل اللہ کی ربوبیتِ عامّہ ہے جس کے آثار ذرّہ ذرّہ میں روزِ روشن سے زیادہ ہویدا ہیں۔

سُوۡرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعٌ وَّخَمۡسُوۡنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوۡعَاتٍ

سورۃ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اُنسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞١ وَالۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ۞٢ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِيۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا
قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے اُس کو اُتارا ایک برکت کی رات میں ف۱ ہم ہیں
كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۞٣ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ۞٤ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا
کہہ سُنانے والے ف۲ اُسی میں جُدا ہوتا ہے ہر کام جانچا ہوا حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف۳
اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِيۡنَ ۞٥ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ۞٦
ہم ہیں بھیجنے والے ف۴ رحمت سے تیرے رب کی وہی ہے سُننے جاننے والا ف۵
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِيۡنَ ۞٧ لَاۤ اِلٰهَ
رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے ف۶ کسی کی بندگی
اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۞٨ بَلۡ هُمۡ
نہیں سوائے اُسکے جِلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۷ کوئی نہیں وہ
فِيۡ شَكٍّ يَّلۡعَبُوۡنَ ۞٩ فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ تَاۡتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيۡنٍ ۞١٠
دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۸ سو تو انتظار کر اُس دن کا کہ لائے آسمان دُھواں صریح
يَّغۡشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۞١١ رَبَّنَا اكۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا
جو گھیر لیوے لوگوں کو یہ ہے عذاب دردناک ف۹ اے رب کھول دے ہم پر سے یہ آفت ہم
مُؤۡمِنُوۡنَ ۞١٢ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكۡرٰى وَقَدۡ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ ۞١٣ ثُمَّ
یقین لاتے ہیں ف۱۰ کہاں ملے اُن کو سمجھنا اور آچکا اُن کے پاس رسُول کھول کر سُنانے والا، پھر
تَوَلَّوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ۞١٤ اِنَّا كَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِيۡلًا اِنَّكُمۡ
اُس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف۱۱ ہم کھولے دیتے ہیں یہ عذاب تھوڑی مدت تک، تم پھر

ع ۱۲

ف۷ یعنی جس کے قبضہ میں مارنا جِلانا اور وجود و عدم کی باگ ہو۔ اور سب اولین و آخرین جس کے زیر تربیت ہوں۔ کیا اُس کے سوا دوسرے کی بندگی جائز ہو سکتی ہے؟ یہ ایک ایسی صاف حقیقت ہے جس میں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔

ف۸ یعنی ان واضح نشانات اور دلائل کا اقتضاء تو یہ تھا کہ یہ لوگ مان لیتے، مگر پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ وہ توحید وغیرہ عقائدِ حقّہ کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ آخرت کی فکر نہیں جو حق کو طلب کریں اور اُس میں غور و فکر سے کام لیں۔ یہ اس دھوکے میں ہیں کہ ہمیشہ یوں ہی رہنا ہے۔ خدا کے سامنے کبھی پیشی نہیں ہوگی۔ اسی لئے نصیحت کی باتوں کو ہنسی کھیل میں اُڑا دیتے ہیں۔

ف۹ "دھویں" سے یہاں کیا مُراد ہے؟ اس میں سلف کے دو قول ہیں۔ ابن عباسؓ وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دُھواں اُٹھے گا جو تمام لوگوں کو گھیر لیگا۔ نیک آدمی کو اُس کا اثر خفیف پہنچیگا، جس سے زکام سا ہو جائیگا۔ اور کافر و منافق کے دماغ میں گھس کر بیہوش کر دیگا۔ وہ ہی یہاں مُراد ہے شاید یہ دھواں وہ ہی سماوات کا مادہ ہو جس کا ذکر "ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ" میں ہوا ہے، گویا آسمان تحلیل ہو کر اپنی پہلی حالت کی طرف عود کرنے لگیں گے اور یہ اس کی ابتداء ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعودؓ زور شور کے ساتھ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت سے مُراد وہ دُھواں نہیں جو علاماتِ قیامت میں سے ہے۔ بلکہ قریش کے تمرّد و طغیان سے تنگ آکر نبی کریم صلعم نے دعاء فرمائی تھی کہ اِن پر بھی سات سال کا قحط مسلّط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلّط ہوا تھا چنانچہ قحط پڑا جس میں مکّہ والوں کو مُردار اور چمڑے ہڈیاں کھانے کی نوبت آگئی غالباً اُسی دوران میں "یمامہ" کے رئیس ثمامہ ابن آثال رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور وہاں سے غلّہ کی جو بھرتی مکہ کو جاتی تھی بند کر دی۔ غرض اہل مکّہ بھوکوں مرنے لگے اور قاعدہ ہے کہ شدت کی بھوک اور مسلسل خشک سالی کے زمانہ میں جو یعنی زمین و آسمان کے درمیان دُھواں سا آنکھوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور ویسے بھی مدّت دراز تک بارش بند رہنے سے گرد و غبار وغیرہ چڑھ کر آسمان پر دُھواں سا معلوم ہونے لگتا ہے۔ اُس کو یہاں دخان سے تعبیر فرمایا۔ اس تقدیر پر "يَّغۡشَى النَّاسَ" میں لوگوں سے مُراد مکّہ والے ہونگے۔ گویا یہ ایک پیشین گوئی تھی (کما یدل علیہ قولہ "فَارۡتَقِبۡ") جو پوری ہوئی۔

ف۱۰ یعنی اُس عذاب میں مبتلا ہو کر یوں کہیں گے کہ اب تو اِس آفت سے نجات دیجیے آگے کو ہماری توبہ! ہم کو اب یقین آگیا۔ پھر شرارت نہ کرینگے۔ پکّے مسلمان بن کر رہینگے۔ آگے اس کا جواب دیا ہے۔

ف۱۱ یعنی اب موقع سمجھنے اور نصیحت سے فائدہ اُٹھانے کا کہاں رہا۔ اُس وقت تو مانا نہیں جب ہمارا پیغمبر کھلے کھلے نشان اور کھُلی کھُلی ہدایات لے کر آیا تھا۔ اُس وقت کہتے تھے کہ یہ باؤلا ہے کبھی کہتے کہ کسی دوسرے سے سیکھ کر اس نے یہ کتاب تیار کر لی ہے (ابن عباسؓ کی تفسیر پر یہ مطلب ہوا) اور ابن مسعودؓ کی تفسیر کے موافق یہ معنی ہونگے کہ اہل مکّہ نے قحط وغیرہ سے تنگ آکر درخواست کی کہ یہ آفت ہم سے دُور کیجیے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابوسفیان وغیرہ نے حضورؐ کی خدمت میں فریاد کی کہ آپ تو کہتے ہیں کہ میں رحمت ہوں اور یہ آپ کی قوم قحط و خشک سالی سے تباہ ہو رہی ہے۔ ہم آپؐ کو رَحم اور قرابت کا واسطہ دیتے ہیں کہ اس مصیبت کے دُور ہونے کی دُعا کیجیے۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم ایمان لے آئینگے۔ چنانچہ آپ کی دُعا سے بارش ہوئی اور ثمامہ نے جو غلہ روک دیا تھا وہ بھی آپؐ نے کھلوا دیا پھر بھی وہ ایمان نہ لائے۔ اُسی کو فرماتے ہیں "اَنّٰى لَهُمُ الذِّكۡرٰى" الخ یعنی یہ لوگ ان باتوں سے ماننے والے کہاں ہیں، اس قسم کی چیزوں میں تو ہزار تاویلیں گھڑ لیں جو چیز بالکل کھلی ہوئی آفتاب سے زیادہ روشن تھی یعنی آپ کی پیغمبری۔ اُسی کو نہ مانا۔ کوئی مجنون بتلانے لگا کسی نے کہا کہ صاحب! فلاں رومی غلام سے کچھ مضامین سیکھ آئے ہیں اُن کو اپنی عبارت میں ادا کر دیتے ہیں۔ ایسے متعصب معاندین سے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

عَآئِدُوْنَ (١٥) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ (١٦)
وہی کروگے ف۱ جس دن پکڑینگے ہم بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں ف۲
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ (١٧) اَنْ اَدُّوْٓا
اور جانچ چکے ہیں ہم اُن سے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا اُن کے پاس رسُول عزت والا ف۳ کہ حوالے کرو
اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ (١٨) وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ
میرے بندے خدا کے ف۴ میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر اور یہ کہ چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل
اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (١٩) وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ
میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی ف۵ اور میں پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس بات سے
تَرْجُمُوْنِ (٢٠) وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ (٢١) فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ
کہ تم مجھ کو سنگسار کرو ف۶ اور اگر تم نہیں یقین کرتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف۷ پھر دُعا کی اپنے رب سے کہ
هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ (٢٢) فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (٢٣) وَ
یہ لوگ گنہگار ہیں پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کرینگے ف۸ اور
اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ (٢٤) كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ
چھوڑ جا دریا کو تھما ہوا البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں ف۹ بہت سے چھوڑ گئے باغ اور
عُيُوْنٍ (٢٥) وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ (٢٦) وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ (٢٧)
چشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے
كَذٰلِكَ ۟ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ (٢٨) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَ
یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہمنے ایک دوسری قوم کے ف۱۰ پھر نہ رویا اُن پر آسمان اور زمین ف۱۱ اور
مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ (٢٩) وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ (٣٠)
نہ ملی اُن کو ڈھیل اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے
مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ (٣١) وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى
جو فرعون کی طرف سے تھی ف۱۲ بیشک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا ف۱۳ اور اُن کو ہم نے پسند کیا

ف۱ یعنی اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹالیں، پھر وہ ہی حرکتیں کرینگے جو پہلے کرتے تھے۔ اور ابن مسعودؓ کی تفسیر پر یہ مطلب ہوگا کہ لو! اچھا ہم تھوڑی مُدت کے لیئے یہ عذاب ہٹائے لیتے ہیں۔ پھر دیکھ لینا، وہ ہی کرینگے جو پہلے کرتے تھے۔

ف۲ ابن عباسؓ کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں ٹلتا۔ اور ابن مسعودؓ کے نزدیک "بڑی پکڑ" سے معرکہ "بدر" کا واقعہ مُراد ہے۔ "بدر" میں ان لوگوں سے بدلہ لے لیا گیا۔

ف۳ یعنی حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ سے اُن کا امتحان کیا گیا کہ اللہ کے پیغام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔

ف۴ یعنی خدا کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ۔ بنی اسرائیل کو غلامی سے آزادی دو اور میرے حوالہ کر دو میں جہاں چاہوں لیجاؤں۔

ف۵ "کھلی سند" وہ معجزات تھے جو حضرت موسیٰؑ نے دکھائے "عصا" اور "ید بیضا" وغیرہ۔

ف۶ یہ اُن کی دھمکیوں کا جواب دیا یعنی میں تمہارے ظلم و ایذا سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں وہ میری حمایت پر ہے اور اسی کی حفاظت پر مجھے بھروسہ ہے۔

ف۷ یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو کم از کم مجھے ایذا دے کر اپنے جُرم کو سنگین مت کرو۔ "مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں"۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اپنی قوم کو لے جاؤں تم راہ نہ روکو"۔

ف۸ یعنی آخر مجبور ہو کر اللہ سے فریاد کی کہ یہ لوگ اپنے جرائم سے باز آنیوالے نہیں اب آپ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے وہاں کیا دیر تھی۔ حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ فرعونیوں کو اطلاع کیے بدون بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے چلے جاؤ۔ کیونکہ دن ہونے پر جب انہیں اطلاع ہوگی اُس وقت تمہارا پیچھا کرینگے لیکن یاد رہے راستہ میں سمندر پڑیگا۔ اُس پر عصا مارنے سے پانی اِدھر اُدھر ہٹ جائیگا اور درمیان میں خشک و صاف راستہ نکل آئیگا۔ اُسی راستہ سے اپنی قوم کو لے کر گذر جاؤ۔

ف۹ یعنی اس کی فکر مت کرو کہ دریا میں خدا کی قدرت سے جو راستہ بن گیا وہ باقی نہ رہے۔ اُس کو اُسی حالت میں چھوڑ دے۔ یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کے لشکر اُس میں گھسنے کی ہمت کرینگے۔ چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھسے، اُس کے بعد خدا کے حکم سے سمندر کا پانی چاروں طرف سے آکر مل گیا۔ سارا لشکر اس طرح غرقاب ہوا۔

ف۱۰ یعنی بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں دے دیا۔ جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے غرق ہوئے بعد مصر میں بنی اسرائیل کا دخل ہوا۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جس قسم کے سامان فرعونیوں نے چھوڑے تھے اسی طرح کے ہم نے بنی اسرائیل کو دیدیے۔ واللہ اعلم۔

ف۱۱ روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا وہ دروازہ روتا ہے جس سے اُس کی روزی اُترتی تھی یا جس سے اُس کا عمل صالح اُوپر چڑھتا تھا۔ اور زمین روتی ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا یعنی افسوس وہ سعادت ہم سے چھن گئی۔ کافر کے پاس عمل صالح کا بیج ہی نہیں، پھر اُس پر آسمان یا زمین کیوں روئے۔ بلکہ شاید خوش ہوتے ہونگے کہ چلو پاپ کٹا "خس کم جہاں پاک"۔

ف۱۲ بلکہ فرعون کا وجود ایک مجسم مصیبت تھا۔ ف۱۳ یعنی بڑا متکبر اور سرکش تھا۔

عَلِيْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ
جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۱ اور دیں ہم نے اُن کو نشانیاں جن میں تھی مدد صریح ف۲ یہ

هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾
لوگ کہتے ہیں اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اُٹھنا نہیں ف۳

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ
بھلا لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو ف۴ بھلا یہ بہتر ہیں یا تبّع کی قوم ف۵ اور جو

مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ
اُن سے پہلے تھے ہم نے اُن کو غارت کر دیا، بیشک وہ تھے گنہگار ف۶ اور ہم نے جو بنایا آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
اور زمین اور جو اُنکے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا اُن کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ
بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۷ تحقیق فیصلہ کا دن وعدہ ہے اُن سب کا ف۸ جسدن

لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
کام نہ آئے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ اُن کو مدد پہنچے ف۹ مگر جس پر رحمت کرے

اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾
اللہ بیشک وہی ہے زبردست رحم والا ف۱۰ مقرر درخت سیہنڈ کا کھانا ہے گنہگار کا ف۱۱

كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ
جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی پکڑو اُس کو اور دھکیل کر لیجاؤ

اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾
بیچوں بیچ دوزخ کے ف۱۲ پھر ڈالو اُس کے سر پر جلتے پانی کا عذاب ف۱۳

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف۱۴ یہ وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے ف۱۵

ف۱ یعنی اگرچہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں بھی ہم کو معلوم تھیں۔ تاہم اُن کو ہم نے اُس زمانہ کے تمام لوگوں سے فضیلت دی۔ اور بعض فضائلِ جزئیہ تو وہ ہیں جو آج تک کسی قوم کو میسّر نہیں ہوئے مثلاً اتنے بیشمار انبیاء کا اُن میں اُٹھایا جانا۔

ف۲ یعنی حضرت موسیٰؑ کے ذریعہ سے مثلاً "منّ وسلویٰ" کا اُتارنا، بادل کا سایہ کرنا وغیر ذٰلک۔

ف۳ درمیان میں حضرت موسیٰؑ کی قوم کا ذکر استطراداً آگیا تھا۔ یہاں سے پھر حضورؐ کی قوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہماری آخری حالت بس یہ ہی ہے کہ موت آجائے۔ موت کے بعد سب قصّہ ختم۔ موجودہ زندگی کے سوا دوسری زندگی کوئی نہیں۔ کہاں کا حشر، اور کیسا حساب کتاب۔

ف۴ یعنی پیغمبر اور مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائینگے تو اچھا ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو ذرا زندہ کر کے دکھا دو۔ تب ہم جانیں۔

ف۵ "تبّع" لقب تھا یمن کے بادشاہ کا، جس کی حکومت سبا اور حضرموت وغیرہ سب پر تھی۔ "تبّع" بہت گذرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہوا کہ اُس کی قوم بہت قوت وجبروت والی تھی جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیرؒ نے اس سے قوم سبا مُراد لی ہے جس کا ذکر سورۂ سبا میں گذر چکا۔ واللہ اعلم۔

ف۶ مثلاً عاد وثمود وغیرہ۔ اِن سب کو اللہ نے اُن کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم اُن سے بہتر یا اُن سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم کو ہلاک نہ کریگا یا نہ کر سکے گا؟

ف۷ یعنی اتنا بڑا کارخانہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ بلکہ بڑی حکمت سے بنایا گیا ہے جس کا نتیجہ ایک دن نکل کر رہیگا۔ وہ ہی نتیجہ آخرت ہے

ف۸ یعنی اُس دن سب کا حساب بیک وقت ہو جائیگا۔

ف۹ یعنی نہ کسی اور طرف سے مدد پہنچ سکے گی۔

ف۱۰ یعنی بس جس پر اللہ کی رحمت ہو جائے وہ ہی بچیگا۔ کما ورد فی الحدیث۔ "اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ"

ف۱۱ کسی ادنیٰ مشابہت کی وجہ سے اُس کو "زقوم" (سیہنڈ) کہا گیا ہے ورنہ دوزخ کے سیہنڈ کی کیفیت اللہ ہی کو معلوم ہے جیسے بعض نعمائے جنت اور نعمائے دنیوی میں اشتراک اسمی ہے۔ اسی طرح جہنم کے متعلق سمجھ لو۔

ف۱۲ یہ حکم فرشتوں کو ہوگا جو تعذیب مجرمین پر مأمور ہیں۔

ف۱۳ وہ پانی دماغ سے اُتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکل آئے گا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

ف۱۴ یعنی تو وہ ہی ہے جو دنیا میں بڑا معزز ومکرم سمجھا جاتا اور اپنے کو سردار ثابت کیا کرتا تھا۔ اب وہ عزّت اور سرداری کہاں گئی۔

ف۱۵ یعنی تم کو کہاں یقین تھا کہ یہ دن بھی دیکھنا پڑیگا۔ اسی دھوکہ میں تھے کہ بس یونہی کھیلتے کودتے گذر جائیگی۔ آخر مٹی میں مل کر مٹی ہو جائینگے آگے کچھ بھی نہیں۔ اب دیکھ لیا کہ وہ باتیں سچی تھیں جو پیغمبروں نے بیان کی تھیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ﴿٥١﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿٥٢﴾ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ
بیشک ڈرنیوالے گھر میں ہیں چین کے ف۱ باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک
سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿٥٣﴾ کَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے ف۲ اسی طرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم اُن کو حوریں
عِیْنٍ ﴿٥٤﴾ یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ ﴿٥٥﴾ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا
بڑی آنکھوں والیاں ف۳ منگوائیں گے وہاں ہر میوہ دلجمعی سے ف۴ نہ چکھیں گے وہاں
الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّنْ
موت مگر جو پہلے آچکی ف۵ اور بچایا اُن کو دوزخ کے عذاب سے فضل سے
رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿٥٧﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ
تیرے رب کے یہی ہے بڑی مراد ملنی ف۶ سو یہ قرآن آسان کیا ہم نے اسکو تیری بولی میں تاکہ وہ
یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع ۳/۱۷/۱۶
یاد رکھیں ف۷ اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ تکتے ہیں ف۸

سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّهِیَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَۃً وَّاَرْبَعُ رُکُوْعَاتٍ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
سورۂ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اس میں سینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿٢﴾ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ
اتارنا کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا بیشک آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٣﴾ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ
اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے ف۹ اور تمہارے بنانے میں اور جس قدر بکھیر رکھے ہیں جانور
اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں ف۱۰ اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے
مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ
آسمان سے روزی ف۱۱ پھر زندہ کر دیا اُس سے زمین کو اُس کے مرجانے کے بعد اور بدلنے میں

ف۱ یعنی جو یہاں اللہ سے ڈرتے ہیں وہاں امن چین سے ہونگے۔ کسی طرح کا خوف اور غم پاس نہ آئیگا۔

ف۲ یعنی اُن کی پوشاک باریک اور دبیز ریشم کی ہوگی۔ اور ایک جنتی دوسرے سے اعراض نہ کریگا۔ بے تکلف دوستوں کی طرح آمنے سامنے بیٹھیں گے۔

ف۳ یعنی ان سے جوڑے ملا دیں گے۔

ف۴ یعنی جس میوے کو جی چاہے گا فوراً حاضر کرا دیا جائیگا۔ کوئی فکر نہ ہوگی۔ پوری دلجمعی سے کھائیں پئیں گے۔

ف۵ یعنی جو موت پہلے آچکی وہ آچکی، اب آگے کبھی موت نہیں دائماً اسی عیش و نشاط میں رہنا ہے نہ اُن کو فنا، نہ اُنکے سامانوں کو۔

ف۶ اس سے بڑی کامیابی کیا ہوسکتی ہے کہ عذاب الٰہی سے محفوظ و مامون رہے اور ابدالآباد کے لئے مورد الطاف و افضال بنے۔

ف۷ یعنی اپنی مادری زبان میں آسانی سے سمجھ لیں اور یاد رکھیں۔

ف۸ یعنی اگر نہ سمجھیں تو آپ چندے انتظار کیجئے۔ اِن کا بد انجام سامنے آجائیگا۔ یہ تو منتظر ہیں کہ آپ پر کوئی افتاد پڑے لیکن آپ دیکھتے جایئے کہ ان کا کیا حال بنتا ہے۔

تم سورۃ الدخان بفضل اللہ ورحمتہ فللہ الحمد والمنۃ

ف۹ یعنی آدمی ماننا چاہے تو اسی آسمان و زمین کی پیدائش اور اُنکے محکم نظام میں غور کر کے مان سکتا ہے کہ ضرور کوئی اِن کا پیدا کرنیوالا اور تھامنے والا ہے۔ جس نے کمال حکمت و خوبی سے انکو بنایا اور لامحدود قدرت سے انکی حفاظت کی "البعرۃ تدل علی البعیر والاقدام تدل علی المسیر فکیف لا یدل ھذا النظام العجیب الغریب علی الصانع اللطیف الخبیر"

ف۱۰ یعنی انسان خود اپنی بناوٹ اور دوسرے حیوانات کی ساخت میں غور کرے۔ تو درجۂ عرفان و ایقان تک پہنچانے والی ہزارہا نشانیاں اُس کو ملیں گی۔

ف۱۱ یعنی پانی آسمان کی طرف سے اتارا جو مادّہ ہے روزی کا۔

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿٥﴾ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ‌ۚ
ہواؤں کے نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں ف۱ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سُناتے ہیں تجھ کو ٹھیک ٹھیک

فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿٦﴾ وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ
پھر کونسی بات کو اللہ اور اُس کی باتوں کو چھوڑکر مانیں گے ف۲ خرابی ہے ہر جھوٹے

اَثِيۡمٍ ﴿٧﴾ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا‌ۚ
گنہگار کے لئے، کہ سُنتا ہے باتیں اللہ کی کہ اُسکے پاس پڑھی جاتی ہیں، پھر ضد کرتا ہی غرور سے گویا سُنا ہی نہیں ف۳

فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿٨﴾ وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـَٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا‌ؕ
سو خوشخبری سُنادے اُسکو ایک عذاب دردناک کی، اور جب خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی، اُس کو ٹھہرائے ٹھٹھا

اُولٰٓٮِٕكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿٩﴾ؕ مِنۡ وَّرَآٮِٕهِمۡ جَهَنَّمُ‌ۚ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ
ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے ف۴ پرے اُن کے دوزخ ہے اور کام نہ آئیگا اُن کے

مَّا كَسَبُوۡا شَيۡـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ‌ۚ وَلَهُمۡ
جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا اللہ کے سوائے رفیق ف۵ اور اُنکے واسطے

عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿١٠﴾ؕ هٰذَا هُدًى‌ۚ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ لَهُمۡ
بڑا عذاب ہے یہ سمجھا دیا اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے اُنکے لئے

عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِيۡمٌ ﴿١١﴾ اَللّٰهُ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِىَ الۡفُلۡكُ
عذاب ہے ایک بلا کا دردناک ف۶ اللہ وہ ہے جس نے بس میں کر دیا تمہارے دریا کو کہ چلیں اُس میں جہاز

فِيۡهِ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ‌ۚ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُمۡ
اُس کے حکم سے ف۷ اور تاکہ تلاش کرو اُس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۸ اور کام میں لگادیا تمہارے

مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مِّنۡهُ‌ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں سب کو اپنی طرف سے ف۹ اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَغۡفِرُوۡا لِلَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ
ان لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں ف۱۰ کہہ دے ایمان والوں کو درگذر کریں اُن سے جو اُمید نہیں رکھتے

ف۱ یعنی ذرا بھی سمجھ سے کام لیں تو معلوم ہو جائے کہ یہ اُمور بجز اُس زبردست قادر و حکیم کے اور کسی کے بس میں نہیں۔ جیساکہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی تقریر گزر چکی۔

ف۲ یعنی اللہ کو چھوڑ کر دوسرا کون ہے اور اُس کی باتیں چھوڑ کر کس کی بات ماننے کے قابل ہے۔ جب اُس بڑے مالک کی ایسی سچّی اور صاف باتیں بھی کوئی بدبخت قبول نہ کرے تو آخر کس چیز کا منتظر ہے جسے قبول کریگا۔

ف۳ یعنی ضد اور غرور کی وجہ سے اللہ کی بات نہیں سُنتا۔ اُسکی شیخی اجازت نہیں دیتی کہ اپنی جہالت سے ہٹے۔ حق کو سُن کر اس طرح منہ پھیر لیتا ہے گویا سُنا ہی نہیں۔

ف۴ یعنی جس طرح وہ آیات اللہ کے ساتھ اہانت و استخفاف کا معاملہ کرتا ہے، سزا بھی سخت اہانت و ذلّت کی ملے گی۔ جو آگے آ رہی ہے۔

ف۵ یعنی اموال و اولاد وغیرہ کوئی چیز اُس وقت کام نہ آئے گی۔ نہ وہ کام آئینگے جن کو اللہ کے سوا معبود یا رفیق و مددگار بنا رکھا تھا اور جن سے بہت کچھ اعانت و امداد کی توقعات تھیں۔

ف۶ یعنی یہ قرآن عظیم الشان ہدایت ہے جو سب طرح کی بُرائی بھلائی انسان کو سمجھانے کے لئے آئی ہے جو اس کو نہ مانیں وہ سخت غلیظ اور دردناک عذاب بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔

ف۷ یعنی سمندر جیسی مخلوق کو ایسا مسخر کر دیا کہ تم بے تکلّف اپنی کشتیاں اور جہاز اس میں لئے پھرتے ہو۔ میلوں کی گہرائیوں کو پایاب کر رکھا ہے۔

ف۸ یعنی بحری تجارت کرو، یا شکار کھیلو، یا اُس کی تہ میں سے موتی نکالو۔ اور یہ سب منافع و فوائد حاصل کرتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولو۔ اُس کا حق پہچانو، زبان و دل اور قلب و قالب سے شکر ادا کرو۔

ف۹ یعنی اپنے حکم اور قدرت سے سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ یہ اُسی کی مہربانی ہے کہ ایسی ایسی عظیم الشان مخلوقات انسان کی خدمت گذاری میں لگی ہوئی ہیں۔

ف۱۰ آدمی دھیان کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ چیز اُس کے بس کی نہ تھی محض اللہ کے فضل اور اس کی قدرتِ کاملہ سے یہ اشیاء ہمارے کام میں لگی ہوئی ہیں۔ تو لا محالہ ہم کو بھی کسی کے کام میں لگنا چاہئے وہ کام یہی ہے کہ اُس منعم حقیقی اور محسن علی الاطلاق کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری میں اپنی حیاتِ مستعار کے لمحات صرف کر دیں تاکہ آئندہ چل کر ہمارا انجام درست ہو۔

ف۱ "اَیَّامَ اللّٰہِ" (اللہ کے دنوں) سے مُراد وہ دن ہیں جن میں اللہ اپنے دشمنوں کو کوئی خاص سزا دے، یا اپنے فرمانبرداروں کو کسی خصوصی انعام واکرام سے سرفراز فرمائے۔ لہٰذا "لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ" سے وہ کفار مراد ہُوئے جو اُس کی رحمت سے نااُمید اور اُس کے عذاب سے بے فکر ہیں۔

ف۲ یعنی مسلمان آپ اُن سے بدلہ لینے کی فکر نہ کریں۔ اللہ پر چھوڑ دیں، وہ اُن کی شرارتوں پر کافی سزا، اور مؤمنین کے صبر وتحمل اور عفو و درگذر کا مناسب صِلہ دیگا۔

ف۳ یعنی بھلے کام کا فائدہ کام کرنے والے کو پہنچتا ہے۔ اللہ کو اُس کی کیا ضرورت؟ اور بدی کرنے والا خود اپنے حق میں بُرا بیج بو رہا ہے۔ ایک کی بُرائی دوسرے پر نہیں پڑتی۔ غرض ہر شخص اپنے نفع نقصان کی فکر کر لے۔ اور جو عمل کرے یہ سمجھ کر کرے کہ اُس کا سُود و زیاں اُسی کی ذات کو پہنچیگا۔

اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًاۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
اللہ کے دنوں کی ف۱ تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلہ اُس کا جو کماتے تھے ف۲ جس نے بھلا کام کیا
فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ
تو اپنے واسطے اور جس نے بُرا کیا سو اپنے حق میں ف۳ پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤگے ف۴ اور ہم نے
اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ
دی بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری اور کھانے کو دیں سُتھری چیزیں ف۵
وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶﴾ ۚ وَاٰتَیْنٰهُمْ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا
اور بزرگی دی اُن کو جہان پر ف۶ اور دیں اُن کو کھلی باتیں دین کی ف۷ پھر انہوں نے پھوٹ ڈالی
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْیًاۢ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ
تو سمجھ آچکنے کے بعد آپس کی ضد سے بیشک تیرا رب فیصلہ کریگا اُن میں
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰی شَرِیْعَةٍ
قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے ف۸ پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر
مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ
دین کے کام کے سو تو اُسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر نادانوں کی ف۹ وہ ہرگز
یُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ
کام نہ آئینگے تیرے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف۱۰ اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اللہ
وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾
رفیق ہے ڈرنیوالوں کا ف۱۱ یہ سُوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کے واسطے اور راہ کی اور رحمت ہے اُن لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں ف۱۲
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
کیا خیال رکھتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں بُرائیاں کہ ہم کر دینگے اُن کو برابر اُن لوگوں کی جو کہ یقین لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۧ وَخَلَقَ اللّٰهُ
کیے بھلے کام ایک سا ہے اُن کا جینا اور مرنا بُرے دعوے ہیں جو کرتے ہیں ف۱۳ اور بنائے اللہ نے

ع ۲/۱۰ ۱۸

ف۴ یعنی وہاں پہنچ کر سب بُرائی بھلائی سامنے آجائیگی۔ اور ہر ایک اپنی کرتوت کا پھل چکھیگا۔

ف۵ یعنی تورات دی اور سلطنت یا قوتِ فیصلہ یا دانائی کی باتیں یا دین کی سمجھ عطا کی، اور کس قدر کثرت سے پیغمبر اُن میں سے اُٹھائے یہ تو روحانی غذا ہوئی، جسمانی غذا دیکھو تو وہ بھی بہت افراط سے دیگئی۔ حتیٰ کہ مَنّ وسَلوٰی اُتارا گیا۔

ف۶ یعنی اُس زمانہ میں سارے جہان پر اُن کو فضیلت کُلّی حاصل تھی اور بعض فضائلِ جزئیہ کے اعتبار سے تو "اُس زمانہ" کی قید لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔

ف۷ یعنی نہایت واضح اور مفصل احکام، یا کُھلے کُھلے معجزات جو دین کے باب میں بطور حجت و بُرہان کے پیش کیے جاتے ہیں۔

ف۸ یعنی آپس کی ضد اور نفسانیت سے اصل کتاب کو چھوڑ کر بیشمار فرقے بن گئے۔ جن کا عملی فیصلہ قیامت کے دن کیا جائیگا اس وقت پتہ لگیگا کہ ان کا منشا نفس پروری اور ہَوا پرستی کے سوا کچھ نہ تھا۔

ف۹ یعنی ان اختلافات اور فرقہ وارانہ کشمکش کی موجودگی میں ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا تو آپ کو اور آپ کی اُمّت کو چاہئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے۔ کبھی بُھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے۔ مثلاً انکی خواہش یہ ہے کہ آپ اُن کے طعن وتشنیع اور ظلم و تعدی سے تنگ آکر دعوت وتبلیغ ترک کر دیں، یا مسلمانوں میں بھی ویسا ہی اختلاف وتفریق پڑ جائے جس میں وہ لوگ خود مبتلا ہیں۔ اندریں صورت واجب ہے کہ اُن کی خواہشات کو بالکل پامال کر دیا جائے۔

ف۱۰ یعنی اُن کی طرف جُھکنا تم کو خدا کے ہاں کچھ کام نہ دیگا۔

ف۱۱ یعنی منصف اور راستی پسند مسلمان، ظالم اور بے راہ رَو کافروں کے رفیق نہیں ہو سکتے۔ وہ تو اللہ کے مطیع بندے ہیں اور اللہ ہی اُن کا رفیق و مددگار ہے۔ لازم ہے کہ اسی کی راہ چلیں اور اسی پر بھروسہ رکھیں

ف۱۲ یعنی یہ قرآن بڑی بڑی بصیرت افروز حقائق پر مشتمل ہے لوگوں کو کام کی باتیں اور کامیابی کی راہ سجھاتا ہے۔ اور جو خوش قسمت اس کی ہدایات ونصائح پر یقین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں اُنکے حق میں خصوصی طور پر یہ قرآن رحمت و برکت ہے۔

ف۱۳ یعنی اللہ تعالٰے کی شئونِ حکمت پر نظر کرتے ہوئے کیا کوئی عقلمند یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک بدمعاش آدمی، اور ایک مرد صالح کے ساتھ خداوند تعالیٰ یکساں معاملہ کریگا۔ اور دونوں کا انجام برابر کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ نہ اس زندگی میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں نہ مرنے کے بعد جو حیاتِ طیبہ مؤمن صالح کو یہاں نصیب ہوتی ہے اور جس نصرت اور علوّ و رفعت کے وعدے دنیا میں اُس سے کئے گئے وہ ایک کافر بدکار کو کہاں مُیسّر ہیں۔ اُس کے لیے دنیا میں معیشت ضنک اور آخرت میں لعنت و خسران کے سوا کچھ نہیں۔ الغرض یہ دعوٰی بالکل غلط اور یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں اور بدوں کا مرنا اور جینا برابر کر دیگا۔ اُس کی حکمت اس کو مقتضی نہیں۔ بلکہ ضرور ہے کہ دونوں کے اعمال کا ٹھیک ٹھیک نتیجہ ظاہر ہو کر رہے۔ اور ہر ایک کی نیکی یا بدی کے آثار فی الجملہ یہاں بھی مشاہد ہوں اور اُن کا پوری طرح مکمل معائنہ موت کے بعد ہو۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ
آسمان اور زمین جیسے چاہئیں اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور اُن پر
لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى
ظلم نہ ہوگا ف۱ بھلا دیکھ تو جس نے ٹھہرالیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور راہ سے بچلا دیا اُس کو اللہ نے
عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ
جانتا بوجھتا ف۲ اور مہر لگادی اُسکے کان پر اور دل پر اور ڈال دی اُس کی آنکھ پر اندھیری پھر کون
يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا
راہ پر لائے اُس کو اللہ کے سوائے سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۳ اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ہمارا جینا
الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ
دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانہ سے ف۴ اور اُن کو کچھ خبر نہیں اُس کی
اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ
محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف۵ اور جب سنائی جائیں اُنکو ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں اُن کی
اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ
مگر یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو ف۶ تو کہہ کہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو
ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
پھر مارتا ہے تم کو پھر اکٹھا کریگا تم کو قیامت کے دن تک اُس میں کچھ شک نہیں پر بہت
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
لوگ نہیں سمجھتے ف۷ اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جس دن قائم
السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ قف
ہوگی قیامت اُس دن خراب ہونگے جھوٹے ف۸ اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ف۹
كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا
ہر فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس آج بدلہ پاؤگے جیسا تم کرتے تھے ف۱۰ یہ

ع ٣ ۵ ١٩

ف۱ یعنی زمین وآسمان کو یوں ہی بیکار پیدا نہیں کیا۔بلکہ نہایت حکمت سے کسی خاص مقصد کے لئے بنایا ہے۔تا اُن کے احوال میں غور کر کے لوگ معلوم کرسکیں کہ بیشک جو چیز بنائی گئی ٹھیک موقع سے بنائی اور تا اندازہ کرلیا جائے کہ ضرور ایک دن اس کارخانۂ ہستی کا کوئی عظیم الشان نتیجہ نکلنے والا ہے۔اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔جہاں ہر ایک کو اُس کی کمائی کا پھل ملیگا اور جو بویا تھا وہ ہی کاٹنا پڑیگا ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو   از مکافاتِ عمل غافل مشو

ف۲ یعنی اللہ جانتا تھا کہ اس کی استعداد خراب ہے اور اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے۔یا یہ مطلب ہے کہ وہ بدبخت علم رکھنے کے باوجود اور سمجھنے بُوجھنے کے بعد گمراہ ہوا۔

ف۳ جو شخص محض خواہش نفس کو اپنا حاکم اور معبود ٹھہرالے، جدھر اُس کی خواہش لے چلے اُدھر ہی چل پڑے اور حق وناحق کے جانچنے کا معیار اُس کے پاس یہ ہی خواہش نفس رہ جائے، اللہ تعالیٰ بھی اُسے اُس کی اختیار کردہ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔پھر اُس کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ نہ کان نصیحت کی بات سُنتے ہیں، نہ دل سچّی بات کو سمجھتا ہے، نہ آنکھ سے بصیرت کی روشنی نظر آتی ہے۔ظاہر ہے کہ اللہ جس کو اُس کی کرتوت کی بدولت ایسی حالت پر پہنچادے، کونسی طاقت ہے جو اس کے بعد اُسے راہ پر لے آئے۔

ف۴ یعنی اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہیں۔بس یہ ہی ایک جہان ہے جس میں ہمارا مرنا اور جینا ہے۔جیسے بارش ہونے پر سبزہ زمین سے اُگا، خشکی ہوئی تو سوکھ کر ختم ہوگیا۔یہ ہی حال آدمی کا سمجھو، ایک وقت آتا ہے پیدا ہوتا ہے۔پھر معین وقت تک زندہ رہتا ہے، آخر زمانہ کا چکر اُسے ختم کردیتا ہے۔یہ ہی سلسلہ موت و حیات کا دنیا میں چلتا رہتا ہے۔آگے کچھ نہیں۔

ف۵ یعنی زمانہ نام ہے دہر کا۔وہ کچھ کام کرنے والا نہیں۔کیونکہ نہ اُس میں حس ہے نہ شعور نہ ارادہ، لامحالہ وہ کسی اور چیز کو کہتے ہونگے جو معلوم نہیں ہوتی لیکن دنیا میں اُس کا تصرّف چلتا ہے۔پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں جس کا وجود اور متصرف علی الاطلاق ہونا دلائلِ فطریہ اور براہینِ عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہوچکا ہے۔اور زمانہ کا اُلٹ پھیر اور رات دن کا ادل بدل کرنا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔اسی معنی سے حدیث میں بتلایا گیا کہ دہر اللہ ہے اُس کو بُرا نہ کہنا چاہئے۔کیونکہ جب آدمی دہر کو بُرا کہتا ہے اسی نیت سے کہتا ہے کہ حوادث دہر اُسکی طرف منسوب ہیں حالانکہ تمام حوادثِ دہر اللہ کے ارادے اور مشیت سے ہیں تو دہر کی بُرائی کرنے سے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہوتی ہے۔اعاذنا اللہ منہ

ف۶ یعنی جب قرآن کی آیات یا بعث بعد الموت کی دلائل اُس کو سُنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ میں کسی دلیل کو نہیں مانونگا۔بس اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلادو۔ تب ہم تسلیم کرینگے کہ بیشک موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔

ف۷ یعنی جس نے ایک مرتبہ زندہ کیا پھر مارا، اُسے کیا مشکل ہے کہ دوبارہ زندہ کر کے سب کو ایک جگہ اکٹھا کردے۔

ف۸ اُس دن ذلیل وخوار ہوکر پتہ لگیگا کہ کس دھوکہ میں پڑے ہوئے تھے۔

ف۹ یعنی خوف وہیبت سے۔

ف۱۰ یعنی اعمالنامہ کی طرف بلایا جائیگا کہ آؤ اس کے موافق حساب دو۔آج ہر ایک کو اُسی کا بدلہ ملیگا۔جو اُس نے دنیا میں کمایا تھا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾

ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ف۱ ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے ف۲

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

سو جو لوگ یقین لائے ہیں اور بھلے کام کیے سو اُن کو داخل کریگا اُن کا رب اپنی رحمت میں

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى

یہ جو ہے یہی ہے صریح مُراد ملنی ف۳ اور جو منکر ہوئے (ان) کیا تم کو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں

عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ

میری پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار ف۴ اور جب کہیے کہ وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ

اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت، ہم کو آتا تو ہے

اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ

ایک خیال سا اور ہم کو یقین نہیں ہوتا ف۵ اور کھل جائیں اُن پر بُرائیاں اُن کاموں کی جو کیے تھے اور اُلٹ پڑی اُن پر

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۶ اور حکم ہوگا کہ آج ہم تم کو بھلا دینگے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اِس دن کی

هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ

ملاقات کو ف۷ اور گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار یہ تم پر اس واسطے کہ تم نے پکڑا اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ

باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی زندگانی پر ف۸ سو آج نہ اُن کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ اُن سے

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾

مطلوب ہے توبہ ف۹ سو اللہ ہی کے واسطے ہے سب خوبی جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾

اور اُسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا ف۱۰

ع ۱۱ ۲۰

ف۱ یعنی جو کام کیئے تھے یہ اعمالنامہ ٹھیک ٹھیک وہ ہی بتلاتا ہے۔ ذرّہ بھر کمی بیشی نہیں۔

ف۲ یعنی ہمارے علم میں تو ہر چیز ازل سے ہے۔ مگر ضابطہ میں ہمارے فرشتے لکھنے پر مامُور تھے اُن کی لکھی ہوئی مکمل رپورٹ آج تمہارے سامنے ہے۔

ف۳ یعنی جنّت میں جہاں اعلیٰ درجہ کی رحمت اور ہر قسم کی مہربانیاں ہونگی۔

ف۴ یعنی ہماری طرف سے نصیحت و فہمائش اور اتمام حجّت کا کوئی دقیقہ اُٹھا کر نہ رکھا گیا۔ اُس پر بھی تمہارے غرور کی گردن نیچی نہ ہوئی۔ آخر پکے مجرم بن کر رہے۔ یا "وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ" کا مطلب یہ لیا جائے کہ تم پہلے ہی سے جرائم پیشہ تھے۔

ف۵ یعنی ہم نہیں جانتے قیامت کیسی ہوتی ہے۔ تم جو کچھ قیامت کے عجیب و غریب احوال بیان کرتے ہو ہم کو کسی طرح اُن کا یقین نہیں ہوتا۔ یوں سُنی سُنائی باتوں سے کچھ ضعیف سا امکان اور دُھندلا سا خیال کبھی آ جائے وہ دوسری بات ہے۔

ف۶ یعنی جب قیامت آئیگی اِن کی تمام بدکاریاں اور اُن کے نتائج سامنے آ جائینگے اور عذاب وغیرہ کی دھمکیوں کا جو مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ خود اُن ہی پر اُلٹ پڑیگا۔

ف۷ یعنی دنیا میں تم نے آج کے دن کو یاد نہ رکھا تھا۔ آج ہم تمکو مہربانی سے یاد نہ کرینگے۔ ہمیشہ کے لئے اسی طرح عذاب میں پڑا چھوڑ دینگے۔ جیسے تم نے اپنے کو دنیا کے مزوں میں پھنسا کر چھوڑ دیا تھا۔

ف۸ یعنی دنیا کے مزوں میں پڑ کر خیال ہی نہ کیا کہ یہاں سے کبھی جانا اور خدا کے سامنے پیش ہونا بھی ہے اور اگر کبھی کچھ خیال آیا بھی تو یوں سمجھ کر دل کی تسلی کر لی کہ جس طرح دنیا میں ہم مسلمانوں سے مقابل ہیں، وہاں بھی ہمارا یہ ہی زور رہیگا۔

ف۹ یعنی نہ اُن کو دوزخ سے نکالا جائیگا نہ یہ موقع دیا جائیگا کہ وہ اب خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

ف۱۰ چاہیئے آدمی اُسی کی طرف متوجہ ہو۔ اُس کے احسانات و انعامات کی قدر کرے، اُس کی ہدایات پر چلے، سب کو چھوڑ کر اُسی کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رکھے۔ اور اُس کی بزرگی و عظمت کے سامنے ہمیشہ باختیار خود مطیع و منقاد رہے۔ کبھی سرکشی و تمرّد کا خیال دل میں نہ لائے۔ حدیث قدسی میں ہے "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِّنْهُمَا قَذَفْتُهٗ فِي النَّارِ" (کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے۔ لہٰذا جو کوئی ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے منازعت اور کشمکش کریگا، میں اُسے اُٹھا کر آگ میں پھینک دُونگا) اللّٰھم اجعلنا مطیعین لامرک وجنبنا غضبک وقنا عذاب النار۔ انک سمیع قریب مجیب الدعوات۔ تم سورۃ الجاثیۃ بعونہ وصونہ فللّٰہ الحمد والمنۃ وبہ التوفیق والعصمۃ۔